

رجسٹرڈ ایبل نمبر ۲۶۵ مجلس مرکزی حزب الانصار بھیرہ وادار علی محمد کاترچان قیمت سالانہ

ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہوتا ہے

ششمس الاسلام

بھیرہ پنجاب

معاونین سے ص ۵۰
عوام سے ۵۰
طلبہ سے ۵۰

جلد ۱۳ بھیرہ پنجاب (رجسٹرڈ علامہ مطابق اگست ۱۹۴۳ء) نمبر

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	مضامین نگار حضرات	صفحہ
۱۔	تمنائے مسلم (نظم)	از منشی جلال الدین صاحب اکبر	۲
۲۔	اسلام اور تقدیر	از جناب مولانا عبدالوحید صاحب صدیقی	۳۰
۳۔	قرآن کریم کی کتابت و طباعت	از جناب مولوی غلام سرور صاحب چک رانداس	۷
۴۔	مرزا قادیانی کا استہزائی کفر	از جناب مولانا محمد جریغ صاحب مدرس مدرس عربیہ گوجرانوالہ	۱۰
۵۔	جنگش ستی اور کلب علی شیعہ کی ستائشیوں ملاتاق	از جناب خان غلام احمد خان صاحب بخش بنگلو	۱۵
۶۔	مہفوات شیعہ	(مدیر)	۱۶
۷۔	راجپال کا نیا جنم شیعوں میں	(العصر قان بریلی)	۱۸
۸۔	اس وقت کا ایک خاص فریضہ	(" ")	۱۹
۹۔	اطلاعات	(مدیر)	۲۲
۱۰۔	جلسہ یوم خلیفہ رسول اللہ	(سکرٹریاں جمعیتہ المسلمین کھڈے کی باڑی ممبئی نمبر ۲۳)	۲۳

سرخ پنسل کا نشان

یہاں ان حضرات کے پرچہ پر سرخ پنسل کا نشان لگایا گیا ہے جن کے پیشہ کی بنیاد سال کا چندہ بذریعہ منی آرڈر جلد روانہ فرمائیں۔ اگر خدا خواستہ کسی درجہ سے آئندہ خریداری کا ارادہ نہ تو بذریعہ پوسٹ کارڈ ہمیں پہلی فرصت میں مطلع کریں۔ خاموشی کی صورت میں آئندہ ماہ کا پرچہ بذریعہ دی پی آر سال خدمت ہوگا جس کا کوئی کرنا آپ کا اسلامی و اخلاقی فرض ہوگا۔

(غلام حسین پیغمبر شمس الاسلام)

تمنائے مسلم

(از جناب مفتی جلال الدین حسنا الہی)

اے کہ نہیں ہے کوئی تراشانی و مثیل
اے کہ نہیں ہے حکم کی تیرے کوئی اپیل
جنت ترے کرم کی ہے اونے سی اک دلیل
وہ سرِ فلک شعلہ ہائے آتشِ خلیل
اے کہ ترے اشارے سے رکتا ہے رو و نیل
اے کہ ترا کلام حقیقت کی ہے دلیل

اے کہ نہیں ہے کوئی جہاں میں ترا عدیل
اے کہ بلند تر قیاس و خیال سے
دوزخ ترے غضب کا بچھا سا شرا ہے
اے کہ ترے کرم سے گل و لالہ ہو گئے
زمزم ہے تیرے فیضِ کرم سے رواں سدا
اے کہ ہے تیرا نام سکوں بخش جانِ بول

سب سے زیادہ دہریہ میں مسلم ہے اذیل
اک مور لنگ سا بھی نہیں شیر دل یہ پیل
خود سر پہر ایسا کچھ نہیں پر وائے سنگ و میل
اے وائے بر مسیح دم آور بھی ہے علیل
آذر ہے آج جو کبھی مشہور تھا خلیل
صد حیف ہے یہ غمزدہ اُصنام کا قاتیل
کو شر کی آرزو نہ اے شوقِ سلسبیل

اسلام آج قعرِ مذلت میں ہے پڑا
رسوائے دہر اس کی ہوئی پست ہمتی
یہ حال ہے کہ راہ کی بھی کچھ خبر نہیں
حاجتِ روائے دہر ہے محتاجِ دیگران
جو بیتِ شکن تھا آج وہی بیتِ پرست ہے
صد حیف یہ شہیدِ فسوںِ ثرباز ہے
صد حیف یہ خرابِ شرابِ فرنگ ہے

پھر بھیج کوئی اہل عصا اور رو و نیل
دنیا میں بھیج دے کوئی پھر پشہ و نیل
پھر بھیج کوئی بندہ ہم پیشہ و نیل
دنیا میں غزنوی کا کوئی چاہے ہٹیل

فرعونوں نے دھس کر کو برباد کر دیا
مخرو دیوں نے اہل جہاں کو کیا تباہ
پھر آذری ہیں اور وہی اُصنام سنا زیاں
ہیں سو مناتِ دہریہ وحدتِ فریبِ بت

مسلم کو بے نیازِ طلسمِ مجاز کر
اسلام کو جہان میں پھر سرفراز کر

اسلام اور تمدن

(از جناب مولانا عبد الوحید صاحب مدنی)

دور حاضرہ میں لفظ تمدن کا مفہوم تشریح و توضیح سے بے نیاز ہو چکا ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ تمدن "مدینہ" سے مشتق ہے اور مدینہ ایسی جگہ کو کہتے ہیں۔ جہاں افراد انسانی کا اجتماع اس غرض سے ہو کہ ایک دوسرے کی اعانت سے ضرورتاً و احتیاجات پوری ہو سکیں۔ اس لئے ہر قسم کے اجتماع کو تمدن سے تعبیر نہیں کرتے بلکہ صرف وہی اجتماع تمدن اور وہی جمیعت متمدن کہلائی جاسکتی ہے جس میں معاونت و امداد کے رو سے ایک دوسرے کے درمیان روابط قائم ہو سکیں۔

کہا جاتا ہے کہ انسان بطبع متمدن ہے۔ یعنی اس کی طبیعت کا اقتضا ہے کہ وہ اس خاص قسم کی اجتماعی زندگی اختیار کرے جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ انسانی ضرورتاً کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہیں کہ ایک ادنیٰ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے بھی ہزار ہا مختلف قسم کے کام کرنے پڑتے ہیں۔ حتیٰ کہ غذا کا ایک لقمہ منہ تک پہنچانے میں انسان کو بے شمار اعمال کرنے پڑتے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہر عمل ایک دوسرے سے اس قدر مختلف اور متضاد ہے کہ ایک انسان ان سب کا ہرگز انصرام نہیں کر سکتا۔ خداوند جل جلالہ نے ہر انسان کو دوسرے سے مختلف ہمت اور مختلف طبیعت عطا فرمائی ہے۔ اس لئے ہر شخص صرف اس کام میں سعی اور جدوجہد کر سکتا ہے جس کے مناسب اس کی طبیعت ہے جو کام ہمت اور طبیعت کے خلاف کیا جائے گا وہ کبھی تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا۔ بظاہر یہ وہم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طبیعتوں کو مختلف بنا کر انسان کو دوسرے کا محتاج بننے پر مجبور کیا ہے لیکن جو لوگ ایسا خیال کرتے ہیں۔ وہ یقیناً

انتہائی دھوکہ میں ہیں۔ کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کی طبیعت یکساں بنا دیتا تو سب کے سب صرف ایک کام کی طرف راغب ہو جاتے۔ اور دوسرے امور معطل پڑے رہتے۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ نظام عالم قائم ہی نہ ہو سکتا۔ اور آفرینش عالم کی غرض ہی فوت ہو جاتی۔ پس معلوم ہوا کہ انسان اپنی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اجتماع کی طرف محتاج ہے۔ یہ اجتماع اس قدر ضروری ہے کہ اس سے کوئی عقلمند انکار نہیں کر سکتا۔ چنانچہ یورپ کے مشہور فلاسفر پروفیسر مل کو بھی جو انفرادیت کا بد دوست حامی ہے۔ بالآخر اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ انسان کے لئے اجتماع لازمی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ:-

تمدن کے مدارج

تمدن کے مختلف مدارج ہیں۔ افراد انسانی کا وہ اجتماع جو دو انسانوں کے رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک خاندان کی صورت میں ظاہر ہو رہے۔ سب سے پہلا اور سب سے مختصر تمدن ہے۔ چند انسانوں کے اس مختصر مجموعہ کا دائرہ اس قدر محدود اور تنگ ہوتا ہے کہ وہ اس میں اپنی تمام ضروریات کو پورا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اس لئے انہیں مجبوراً دوسرے خاندانوں سے بھی تعلق پیدا کرنا پڑتا ہے۔ اور اب چند خاندانوں کے مل جانے کی وجہ سے تمدن کا دائرہ بہ نسبت پہلے کے بہت زیادہ وسیع ہو جاتا ہے غرض یہ دائرہ جتنا پھیلتا جاتا ہے۔ تمدن اتنا ہی اعلیٰ اور وسیع ہوتا جاتا ہے۔ یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ جس اجتماع میں تعامل و تناصر جتنا زیادہ ہوگا۔ اس کا تمدن اتنا

ہاتھ میں محمدؐ کی جان ہے کہ تمہارا اللہ کی راہ میں ایک دفعہ صبح کو یا شام کو چلنا دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے اور تمہارا صفت میں کھڑا ہونا ساٹھ برس کی نماز سے بہتر ہے۔“

غور کیجئے کہ اسلام کا رہبر اعظم اور خدا کا سچا پیغامبر کس قدر شد و مد کے ساتھ رہبانیت کے خلاف جہاد کرتا ہے اور کتنے زور شور کے ساتھ اجتماعات کی تعلیم دیتا ہے۔ کہ جماعت سے الگ ہو کر عبادت میں مشغول ہونے کی بجائے تمہارا جماعت کے ساتھ صرف صفت میں کھڑا ہو جانا ہی بہت ہے۔ اسلام کی تعلیم ہے کہ:-

يٰۤاَيُّهَا عَلِيُّ الْجَمَاعَةِ (جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے)
مَنْ شَهِدَ شِدْقِي الْمَادَّ (جو شخص گروہ سے علیحدہ ہوا
دونہ میں گیا)

اس قسم کے ہزار احکام اسلام نے اجتماع کو قائم کرنے اور برقرار رکھنے کے لئے نافذ کئے ہیں۔

لیکن میں پہلے بتا چکا ہوں کہ انسانوں کے اجتماع مطلق کو تمدن نہیں کہا جاسکتا جب تک ان میں تعامل و تناصر اور اعانت باہمی کا جذبہ کار فرما نہ ہو۔ اسلام میں تعامل و تناصر کا جو درس دیا گیا ہے۔ اگر اس پر تفصیل کے ساتھ بحث کی جائے۔ تو بلا مبالغہ دفتر کے دفتر لکھے جاسکتے ہیں۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ رسالہ کے صفحات اس کی اجازت نہیں دے سکتے۔ لہذا میں اشارت صرف چند احکام کو پیش کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں جس میں امداد باہمی کا بے نظیر درس موجود ہے۔

موٹی سے موٹی عقل کا انسان بھی اسے اچھی طرح جانتا ہے کہ امداد و اعانت باہمی قوم کے افراد میں اسی وقت پائی جاسکتی ہے۔ جبکہ ان میں اتفاق و اتحاد اور خاص موجود ہو۔ اگر ایسا نہیں ہے اور افراد قوم میں بغض و عناد و شقاق موجود ہے۔ تو اس قوم کے افراد میں ایک دوسرے کو نفع پہنچانے اور امداد کرنے کا خیال تو درکنار اُلٹا ضرر رسانی اور تکلیف دہی کا جذبہ کار فرما ہوگا۔ اور انجام کار یہی جذبہ اس قوم کی ہلاکت اور بربادی

ارفع و اعلیٰ ہوگا۔ تعامل و تناصر کی جن میں جتنی کمی ہوگی۔ ان کا تمدن اتنا ہی کمزور اور پست ہوگا۔ مختصر یہ کہ جماعت اور قوموں کی حالت کے اعتبار سے تمدن کے بہت سے مراتب ہوں گے جنہیں تمدن اضافی سے تعبیر کیا جائیگا۔

اسلامی تمدن کا مرتبہ

اب ہمیں دیکھنا ہے کہ اسلام تمدن کے متعلق کیسی تعلیم پیش کرتا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ لا رھباً نبیہ فی الاسلام یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ کہ انسان اجتماعی زندگی کو ترک کر کے جنگلوں اور پہاڑوں میں تنہا زندگی بسر کرے۔

آپ اسلام کے تمام ارکان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، پر غور کیجئے تو آپ کو معلوم ہوگا۔ ان تمام امور میں بہترین اجتماعیت کی تعلیم دی گئی ہے۔ اپنی امانت کتنے ہیں کہ:-

خبر جناب مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی سرایہ
فمر رجل بغار فیہ شیء من ماء و یقل فحدث
نفسہ بان یقیم فیہ یتخلى من الدّٰنیا ناستاذ
رسول اللہ صلعم فی ذلک فقال رسول اللہ
صلعم انی لو اُبْعِثْتُ بِالْیَہودِیۃِ و لا بالنصرانیۃ
ولکنی بَعِثْتُ بِالْحَنِیْفِیۃِ السَّمِیۃِ و الذی نفس
ھم بیدار لخدوۃ اور وحتہ فی سبیل اللہ
خیر من الدنیا و ما فیہا و لمقام احدکم
فی الصف خیر من صلوٰۃ ستین سنۃ مشکوٰۃ

ترجمہ:- ہم ایک جہاد میں رسول اکرم صلعم کے ہمراہ جاتے تھے۔ کہ ایک شخص کا گدڑ ایک غار پر ہوا۔ وہاں پانی بھرا ہوا اور سبزی بہت تھی۔ اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ دنیا چھوڑ کر وہاں رہے۔ رسول اکرم صلعم سے اس کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ میں یہودی اور نصرانی بنانے کے لئے نہیں آیا ہوں۔ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے

قوم کا ایک فرد بھی کسی تکلیف اور مصیبت میں ہو تو تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے اس تکلیف سے نجات دلانے ہیں جدوجہد کریں۔ اور ہر طرح اس کی اعانت کریں یہ نہیں ہو سکتا کہ ایک مسلمان تو آلام و مصائب میں گرفتار ہو اور دوسرے عیش و راحت کے مزے لوٹتے ہوں۔

من كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته
جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی کرتا ہے۔

ایک مسلمان کے لئے اس سے زیادہ ملانیت کی کوئی چیز نہیں ہے کہ اسے اپنی حاجت روائی کے متعلق اللہ تعالیٰ کا وعدہ معلوم ہو جائے۔ جب اسے اس کا علم ہو جاتا ہے تو وہ دوسروں کی حاجت روائی میں بہت زیادہ حریص ہوتا ہے

بقائے تمدن

چونکہ انسان کی طبیعت میں یہ چیز داخل ہے۔ کہ وہ ہمیشہ اپنے نفع کا خیال کرتا ہے۔ بہت سی چیزیں اس کی ضرورت کی ایسی ہوتی ہیں۔ جنہیں وہ خود پیدا کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ اور اس کے لئے دوسروں کی طرف محتاج ہوتا ہے لہذا بسا اوقات وہ اپنی احتیاج کو محض خود غرضی کی وجہ سے دوسروں پر ظلم اور جبر و تعدی کر کے پورا کرنا چاہتا ہے۔ یہ ایسی بدیہی چیز ہے۔ کہ اس کے لئے دلائل و براہین کی ضرورت نہیں۔ یہ ظاہر ہے۔ کہ جس شہر یا جس جماعت میں اس قسم کی تعدی موجود ہوگی۔ اس کا شیرازہ تمدن یقیناً بکھر جائے گا۔ لہذا بقائے تمدن کے لئے ضروری ہے۔ کہ ضعیف قوی سے بچایا جائے۔ اور کوئی کسی پر ظلم نہ کرے۔

چنانچہ قرآن ناطق ہے۔ مَالِ الظَّالِمِينَ مِنْ حَسْبِهِمْ دَلِيلٌ
شفیع طاع (ظالموں کا کوئی دوست نہیں ہے۔ اور نہ کوئی سفید
جس کی بات مانی جائے) فرامین نبویہ ہیں کہ لا اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ
دَمًا وَ دَمًا وَ اَمْوَالَهُمْ (اللہ تعالیٰ نے تم پر تمہارے خون اور مال
حرام کئے ہیں) من ظلم قد شرب من الزمر ضوطه من شرب من الزمر
کسی کی بالشت بھر زمین ظلم سے چھین لے گا۔ اس کی گردن میں

کا باعث بنے گا۔ اسلام جو دنیا میں ایک صاف ستھرا اور بے مثل تمدن پیش کرنے والا ہے اس نے سب سے پہلے اتحاد اور اتفاق ہی کی تعلیم دی۔ اور ایسے اعلیٰ پیمانہ پر دی کہ اس سے برتر اور ارفع تعلیم کا تصور بھی محال ہے اسلام کہتا ہے۔ کہ انما المؤمنون اخوة (بلاشبہ تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں) اسلام بتلاتا ہے کہ تعداد و اتھا ہوا (آپس میں ایک دوسرے کو تحفہ تحائف دیتے رہو تاکہ محبت پیدا ہو) اسلام سکھاتا ہے کہ اذا اخى الرجل فليساله عن اسمه وابيه ووطنه و فاند اوله و قریب آدمی ایک دوسرے کو بھائی بناوے تو اس کا اور اس کے باپ اور قبیلے کا نام دریافت کرے کہ اس سے محبت مستحکم ہوتی ہے۔ انتہا یہ ہے کہ اسلام نے المؤمنین کے لئے واحد ان الشئکی عینہ الشئکی کلمہ وان الشئکی رأسہ الشئکی کلمہ (تمام مسلمان مثل شخص واحد کے ہیں۔ اگر اس کی آنکھ میں درد ہو تو تمام جسم بے چین ہو جاوے اور اگر سر میں تکلیف ہو۔ تو کل بدن بیکل ہو جائے) کا صاف اور کھلا ہوا اعلان کر کے بتلادیا ہے۔ کہ اسلام سے زیادہ تو ایک طرف اسلام کے پاسگ اتحاد و اتفاق کا بھی کسی دوسری جگہ تلاش کرنا سخت حماقت ہے اس امر کا فیصلہ کہ جس قوم میں اتحاد و اتفاق محبت و مودت کی اس بیش بہا تعلیم پر عمل ہوتا ہوگا۔ اس کے تعال اور تعاون باہمی کا کیا عالم ہوگا۔ ہم خود اپنی زہنے سے نہیں کرنا چاہتے۔ بلکہ خود خدا کے سپے رسول ہی کی زبانی سنا تے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے کہ۔

مثل المؤمنين فی توادهم و تراحمهم و تعاونهم مثل جسد
الجسد اذا اشتكى منه عضو تداعى له سائر الجسد
مؤمنین ایک دوسرے سے دوستی کرنے اور رحم و عطف

کرنے میں بدن واحد کی مثل ہیں۔ جب ایک عضو بدن میں سے بیمار ہو جاتا ہے۔ تو باقی بدن کے سب اعضا بخوابی اور تپ میں شریک ہو جاتے ہیں۔

یہاں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کی کیفیت ظاہر کر کے (کہ وہ تمام ایک بدن کی طرح سے ہیں) یہ بتلایا گیا ہے کہ اگر مسلم

کو ہے) اور تمام انسان نام کی ہئیں۔ بلکہ حقیقی اور جمہوریت سے کیف اندوز ہیں۔

یہی وہ شاندار اور یہی وہ عظیم الشان اصول تمدن ہیں جنہیں دیکھ کر پروفیسر مونسٹ اس ہادی برحق کی توصیف میں مدح سرا ہو جاتا ہے۔ جس نے اس تمدن کو دنیا میں پھیلا کر وحشت و بربریت کا خاتمہ کر دیا۔ وہ کہتا ہے کہ:-

”آپ مصلحین عالم میں ایک نادر ہستی ہیں جن کے حالات ہم بالتفصیل معلوم ہیں اصلاح اخلاق و سائنس کے ترکیب و تظہیر کے متعلق آپ کے کارنامے آپ کو انسانیت کا من اعظم قرار دیتے ہیں۔“

سکندر سبٹ آپ کے شاگردوں کی مداحی میں رقمطراز ہے کہ:-

”عرب کی قوموں کو اللہ تعالیٰ نے اس لئے پیدا کیا تھا کہ وہ علوم و فنون اور اسباب تمدن کو ان مختلف اقوام تک پہنچا دیں۔ جو فرائض کے کنارے سے ہسپانیہ کی وادی کبیر تک پھیلی ہوئی ہیں۔“

روسی فلسفی کونٹ لیوناسٹائی کہتا ہے کہ:-

آپ نے دنیا کے لئے ترقی اور تمدن کے دروازے

کھول دیئے غرض دوست دشمن کوئی بھی ایسا نہیں جو اسلام کے اعلیٰ تمدن کا معترف نہ ہو۔ لیکن بد قسمت ہے دنیا اور سب سے زیادہ بد بخت ہیں وہ مسلمان کہ اپنی بد حالی اور ذلت کا علاج اسلامی تمدن میں نہیں پہنچ سکتے۔ مغربی تمدن میں تلاش کر رہے ہیں۔ کاش کہ یہ حاطب اللیلین کھولیں اور اسلام کی روشنی میں اپنی اصلاح کر کے دنیا کو حقیقی تمدن کی نعمت سے مالا مال کر دیں۔

خط و کتابت کے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کیجئے
(نیچر شمس الاسلام بھیرہ)

سات زمینوں کا طوق ڈالا جائے گا، اتق دعوة المظلوم فانه يبينها وبين الله حجاب (مظلوم کی دعا سے خوف کر کہ اس کی دعا میں اور اللہ تعالیٰ میں کچھ پردہ نہیں) دلیات الی الناس یحییٰ یوقی (اور چاہیے کہ لوگوں سے وہ برتاؤ کرے۔ جو چاہتا ہے کہ اس سے کیا جائے۔)

بقائے تمدن کے دوسرے لوازمات مثلاً حقوق زندگی کی حفاظت آزادی اور ملکیت وغیرہ کا تحفظ بھی انہیں فرائض کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

ارتقاء تمدن

تمدنی ارتقاء کے لئے اتفاق و اتحاد محبت و مساوات امن و صلح اعانت و امداد۔ شفقت و رحم وغیرہ کے ہوتے ہوئے علم کی ضرورت بھی ہے۔ کیونکہ علم کی مدد سے تہذیب نفس ہو سکتی ہے۔ اور علم ہی کی روشنی میں مذکورہ بالا تمام صفات کو کام میں لایا جاسکتا ہے اور آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ علم کے ساتھ اسلام کو جو تعلق ہے اس کی داستان کافی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ لہذا اس کے متعلق ہم صرف اتنا ہی عرض کر دینے پر بس کرتے ہیں۔ کہ دنیا کی کوئی جماعت کوئی سوسائٹی۔ کوئی ملت اور کوئی مذہب اسلام سے زیادہ علم کی تاکید نہیں کرتا۔ اسلام مسلمانوں کو سکھاتا ہے کہ علم تمہاری کھوئی ہوئی دولت ہے۔ اسے جہاں پاؤ۔ بلا تکلف لے لو۔

نثرہ تمدن

جب دنیا کی کوئی قوم اعلیٰ درجہ کی تمدن ہو جاتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ لازمی طور پر قوت و اقتدار شخصیت و انفرادیت سے نکل کر جمہوریت کے ہاتھوں میں چلا جاتا ہے لیکن اسلام کا وہ تمدن جس کے چند اجزاء کی طرف ہنایت مختصر اشارات کئے گئے ہیں۔ اس کا نثرہ جمہوریت نہیں ہوتا جس میں ایک شخص کی بجائے چند اشخاص کو قانون سازی کا اختیار حاصل ہے بلکہ وہ ایسی جمہوریت ہوتی ہے۔ جس میں انسان نہ ایک شخص کا غلام ہو۔ اور نہ چند اشخاص کا بلکہ وہاں تو ان الحکمران للذہر دقانون ساندی کا حق اللہ تعالیٰ ہی

قرآن کریم کی کتابت طاعت

(از جناب مولوی غلام سرور صاحب چک راجھاس)

مندرجہ ذیل مضمون مراسلہ کی شکل میں مولوی غلام سرور صاحب کی طرف سے بفرس اشاعت موصول ہوا ہے۔ غیر مسلموں کے حقوق کتاب الہی کی جو بے حرمانی آئے دن ہوتی رہتی ہے اس کا خاموشی سے برداشت کرنا کسی مومن دل کا کام نہیں۔ اس چیز کی شکایت غیر مسلم تاجروں سے کرنا بے معنی ہے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں اپنی مذہبی کتاب کی جو وقعت ہے اس کی توقع وہ غیر مذہب والوں سے یقیناً نہیں کر سکتے۔ اس مرض کا صحیح علاج صرف یہی ہے کہ قرآن کریم کی کتابت طاعت اور فروخت کا حق غیر مذہب والوں پر قائم نہ کر دیا جائے۔ حکومت سرحد اس قسم کا ایک قانون بنا کر رہ نمائی کر چکی ہے اور مسلمانان پنجاب کا یہ فرض ہے کہ اپنی اسلامی وزارت پر زور ڈال کر اس کو کم از کم اس کے مماثل قانون بنانے کے لئے مجبور کریں۔ (ادارۃ)

اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں جب حضرت عمرو بن العاص (والی مصر) کے کاتب خصوصی نے حضرت عمرؓ کے نام خط لکھا اور اس میں بسم اللہ کے سین کو اچھی طرح واضح نہیں کیا تو بارگاہ خلافت سے اس کو تازیانہ کی سزا دی گئی۔

تقدس کا اہتمام

قرآن کریم کے تقدس کا اہتمام خود قرآن کی روشنی سے ثابت ہے۔ کتاب الہی کو چھونے تک کی اجازت صرف اس شخص کو حاصل ہے جو پاک اور با وضو ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ | اسے (قرآن کریم) صرف وہی چھوتے ہیں جو خوب پاک ہیں۔ صاحب مدارک اپنی تفسیر میں اس آیت کے ذیل میں فرماتے ہیں:-

فالمعنى لا يبيحني لاحد الا من هو على الطهارة من الاوتاس۔ طہارت کے جائز نہیں۔

اور صاحب روح البیان کی عبارت ہے:-

ای لا یبغی ان یمسہ الا قرآن کریم کا چھونا صرف اس

قرآن کریم مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق دنیا کی ساری کتابوں میں صحیح ترین اور مقدس ترین کتاب ہے۔ اس صحت اور تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے ہر دور میں بہت اعلیٰ اہتمام دکھایا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل چند مثالوں سے ہمارے دعویٰ کی وضاحت ہو سکے گی۔

صحت کتابت کا اہتمام

صحت کتابت وحی کی اس قدر حفاظت اور کڑی نگرانی کی جاتی تھی کہ عبد اللہ بن ابی سرح کو قرآن کے غلط لکھنے پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے شہر بدر کر دیا اور فتح مکہ کے دن تو دربار رسالت سے اس کے قتل کئے جانے کا حکم بھی صادر ہو گیا تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سفارش نے اس کو بچا لیا۔

۱۱۔ ساری تحقیق یہ ہے کہ اس کو شہر بدر نہیں کیا گیا تھا بلکہ وہ خود خطرہ کے مارے مرتد ہو کر بھاگ گیا تھا بعد میں اسلام لایا تھا مگر اس کے اسلام کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ہوا تھا اس لئے فتح مکہ کے دن اس کا خون حلال کر دیا گیا تھا۔ مگر چونکہ حضرت عثمانؓ نے سفارش کی کہ میں نے اس کو ایمان دی ہے اس لئے حکم کی فورتحلیل سے بچ گیا نقص کے لئے صرف حدیث ہے۔ (ادارۃ)

من الادناس كالخوش (مثلاً حدث و جنابت وغیرہ)
والجنابة - سے پاک ہو

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ موٹا میں بسند اسمعیل بن
محمد بن سعد بن ابی وقاص روایت فرماتے ہیں:-

قال كنت امسك المصحف على سعد بن ابی وقاص
فاحتككت فقال سعد لعلك مسست ذكرك قلت
نعم قال قد فتوضأ ثم رجعت
اس روایت سے ظاہر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے انعام
کو چھو بیٹھے تو اس کو بھی اس وقت تک قرآن کو اٹھانے لگانا چاہیے
جب تک دوبارہ وضو نہ کرے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ
مشہور جب وہ اپنی بہن اور بہنوئی پر غصہ ٹھنڈا کر چکے تو
کہا بھلا وہ کتاب تو دکھلاؤ جو پڑھی جا رہی تھی فاطمہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہا پر افرودہ ہو کر کہنے لگیں وہ کتاب یہ تو مجھے
جان سے بھی عزیز ہے پڑھنا تو کیا جب تک مسلمان نہ
ہو جاؤ گا تم بھی نہیں لگائے دوں گی البتہ غسل کرو تو سُن
سکتے ہو چنانچہ انہوں نے اپنی ہمشیرہ صاحبہ کی ہدایت
کے مطابق غسل کیا تب جاکر اس کتاب مقدس کی شنید
سے مستفید و شرف اندوز ہو سکے۔

شرک و کفر کی اسی باطنی زہری اور روح فرسائی
کی سمیت سے محفوظ رکھنے کی خاطر قرآن کریم کو دارالمرتب میں
لے جانے کی ممانعت ہے حضرت ابن عمر کی روایت ہے

نظمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ان یسافر بالقرآن الی
ارض العدو (مشکوٰۃ)
سفر کرنے سے

مگر آج ہمارے احساسات و ادراکات بالکل مردہ و ماؤت
ہو چکے ہیں۔ قرآن کریم کی تعظیم و تکریم بحالانے کی اچھی ترکیب نکالی
کہ خود تو اس کی سماعت و تلاوت بند کر دی اور کتابت و طباعت
ان لوگوں کے حوالہ کر دی جو بے ادبی کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں کتے
گاؤں کے ایک دیہات پرش ہاشمہ بزازی خریدنے سے سرگودھا گئے
اور اپنے ایک ہم پیشہ خواجہ کو ارزاں فروشی میں نیچا دکھانے کی
خاطر وہیں سے پارہ ہائے قرآن کریم بغرض تجارت خرید لائے۔
ان پاروں کو طبع کر کے سرگودھا کے ایک شریکان سردار صاحب
ہیں کاغذ ایسا پتلا کھروا رڈی اور پتلا کہ بچے پتنگ کے لئے
بھی خریدنا گوارا نہ کریں۔ سیاہی کیسی اور بکھری ہوئی۔ کھائی
چھپائی نہایت ہی مدیم۔ صرف ایک ہی خوبی ہے اور وہ یہ کہ
اس قطع اور ضخامت کی اتنی ارزاں کوئی اور کتاب کبھی نہ
ملے گی۔ و شروہ شمن بخس در اہم معد دودہ

ذیل میں پارہ اول کے صرف چند صفحات میں سے مختلف قسم کے
اغلاط کا ایک ایک نمونہ پیش کیا جاتا ہے جسے دیکھ کر اس مطلع کے
کارپردازان کتابت و طباعت کی بے احتیاطی خود سری کا اندازہ
آپ خود ہی لگائیں گے اس قسم کی غلطیاں پورے پارہ میں ستر
سے متجاوز ہیں۔

نمبر شمار	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	کیفیت
۱	۳	۱	وَاللَّهِ الْكِتَابُ	ذَٰلِكَ الْكِتَابُ	لام ہر جزم نہ ارد
۲	"	۲	يُنْفِقُونَ	يُنْفِقُونَ	واؤ پر جزم کی بجائے زبر ڈال کر ساکن کو متحرک کر دیا ہے۔
۳	"	"	يَوْمَئِذٍ	يَوْمَئِذٍ	پہلے نون پر ضمہ کی بجائے فتح اور دوسرے نون کو بالسن خالی چھوڑ دیا۔
۵	"	۵	بِمَا أُنْزِلَ عَلَيْكَ	بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ	إِلَيْكَ کی بجائے عَلَيْكَ ہی لکھ دیا۔
۶	"	۷	هُمْ الْمَفْجُونُ	هُمْ الْمَفْجُونُ	ہم کے ہم پر ضمہ کی بجائے سکون ڈال دیا۔
۷	۱۳	۹	وَوَالْتَمَّ	وَوَالْتَمَّ	وا کو بلا تشاشہ دوبار لکھ دیا
۸	۲۰	۷	ذَٰلِكَ	ذَٰلِكَ	لے پر وقف مطلق کی علامت کو چھوڑ دیا۔ اوقات کی اہمیت کو وہ

نہایت	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	کیفیت
۹	۲۰	۶	يُبَيِّنُ	يُبَيِّنُ	ایک بار دوبار نہیں تین بار ایک لفظ کو مسلسل غلط لکھتے چلے گئے۔
		۹	"	"	
	۲۱	۱	"	"	
۱۰	۲۱	۶	قُلْتُمْ	قُلْتُمْ	کلمہ بدل کر مفہوم ہی بدل دیا۔
۱۱	۲۲	۵	اَفَقَطَّمُوْنَ	اَفَقَطَّمُوْنَ	تاء ہر دو کی بجائے چار ہی نقطے کر ڈالے۔
۱۲	۳۸	۸	لَعَبْنُ الْاِلٰهَ اَبَا اَيْلٰك	لَعَبْنُ الْهَلَكِ وَاللّٰهَ اَبَا اَيْلٰك	الْهَلَكِ کو درمیان سے کاٹ ہی ڈالا۔

یہ ہے مسلمانوں کی کتاب مقدس کا اہتمام آہ! ۵

بازیکچہ ہوا وہیں شد کلام تو تہرت کجاست قابہر ذوالقوة المتین؟
یہ کارکردگی صرف اسی ایک مطبع پر موقوف نہیں۔ پنجاب کے طول و عرض میں غیر مسلموں کے ایسے بے شمار مطابع بھرے پڑے ہیں جو کلام الہی کو تختہ مشق بنا کر بازیچہ اطفال بنانے میں دن رات مصروف ہیں۔
اب فرمائیے؟ اغلاط کے اس بے پناہ امڈتے ہوئے سیلاب کا رخ وحی الہی کی طرف دیکھ کر ہمارا بے حس و حرکت چپ چاہا۔
بیٹھے رہنا کس مصلحت پر مبنی ہے؟ قرآن کریم کی اس قدر بے ادبی اور بے حرمتی جو ناقدر شناس اغیار کے ہاتھوں سے کرائی جا رہی ہے۔ اس کا سارا بار گناہ کس کی گردن پر پڑے گا؟ اور کتاب الہی سے جو تغافل، اجتناب، انحراف اور فرار ہونے اختیار کر رکھا ہے آخر اس کا کیا نتیجہ ہوگا؟

ہمارے مائے ناز نمائندے (آئین ساز مجالس کے ممبر) دنیوی اغراض و مقاصد اور معاشی مرائج و منافع کی نگہداشت کی خاطر آئے دن قوانین بنواتے رہتے ہیں۔ کاش اسپنے ”عزیز“ اوقات کے کچھ لمحے وہ اسلام کی خاطر بھی صرف کر سکیں کیونکہ اسی کا نام لے کر وہ ایوان اسمبلی میں داخل ہونے کی کوشش میں کامیاب ہوتے ہیں۔

مشاہیر علماء کا انتقال پر ملال

ماہ حال ماگڈیش میں ملک کے مشہور بزرگوں یعنی حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی اور حضرت مولانا حامد رضا خان صاحب بریلوی کا انتقال ہو گیا رِاِ اللہ وَاِنَّا اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ) اللہ تعالیٰ مرحومین کو اپنے بوار رحمت میں جگہ عنایت فرمائے۔ ناظرین کرام دونوں بزرگوں کی رحوں کو اعمال صالحہ کا ثواب پہنچائیں۔ (ادارہ)

مذہب اثبات

مرزا قادیانی کا اقراری کفر

(۲)

(از جناب مولانا محمد چراغ صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ گوجرانوالہ)

اقراری کفر کا عرض ہوتا ہے۔

(۳) مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ ماننا بہت بڑا شرک ہے اس شرک کا مرزا خود ساہیا سال تک مرتکب رہا اسلئے مرزا قادیانی مشرک و کافر ٹھہرا۔ قبل میں دونوں حوالیات ملاحظہ ہوں۔

(الاستفتاء ۳۹ طوقہ حقیقۃ الوحی) "فمن سوء

الادب ان يقال ان عیسیٰ مامات ان هو

الشرك عظیم"

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کا اقرار کرنا ان کو زندہ ماننا بہت بڑا شرک ہے۔ اس شرک عظیم کا مرزا خود مدت تک مرتکب رہا حالانکہ وہ اس وقت ملہم و ماسور تھا۔ (قرآن مجید میں ارشاد ہے ان الشرك لظلم عظیم یعنی شرک بہت بڑا ظلم ہے اور مرزا تو شرک عظیم کا قائل رہا)

(اعجاز احمدی ص ۷) "پھر میں فریاد بارہ برس تک جو

ایک زمانہ دراز سے بالکل اس سے بے خبر اور غافل

رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شد و مد سے براہین میں

مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد

ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمار رہا"

خدا تعالیٰ مرزا کو بارہ برس تک یہ کہتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام

فوت ہو گئے ہیں دوبارہ نہیں آئیں گے لیکن یہ اُلٹے مغز والا

بارہ برس تک خدا کی وحی کو نہ سمجھ سکا اور مشرک

اعظم ٹھہرا رہا اور بارہ برس تک خدا اس کو مسیح موعود ٹھہرا

مگر وہ اپنی مسیحیت کا انکار کرتا رہا۔ چوتھا ثبوت

(۴) مرزا کہتا ہے کہ کسی انسان کے لئے خداوندی صفات

(دافع البلاء ص ۱۱) "اسی مسیح کے مقابل پر جس کا نام

خدا رکھا گیا خدا نے اس امت میں مسیح موعود بھیجا جو

اس پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر

ہے اور اس نے دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا"

اس عبارت میں بھی مرزا خود کو حضرت مسیح علیہ السلام

پر ہر حیثیت سے فوقیت دیتا ہے یہ بھی لازم نبوت میں سے

ہی ہے۔ پھر مرزا کا مدعی نبوت ثابت ہو گیا۔ مرزا قادیانی

کا نبوت کا دعویٰ بھی عجیب گورکھ و مصدا بنا ہوا ہے۔ کبھی تو

مرزا خود کو نبی کہتا ہے کبھی مدعی نبوت کو کافر گردانتا ہے معاملہ

در حقیقت عجیب قسم کا ہے اگر مرزا واقعی نبی ہو حالانکہ یہ

قطعاً محال ہے) تو پھر انکار نبوت سے خود کافر ہو گیا اور اگر نبی

نہیں جیسے کہ وہ مسلمان بھی نہیں بلکہ دجالوں میں کا ایک دجال

ہے۔ تو پھر دعویٰ نبوت سے کافر ہو گیا، ہر حال مرزا ہر پہلو سے

کافر ہو گا۔

اس کی امت بھی اس معاملہ میں سخت مضطرب ہے۔

لاہوری پارٹی نے بانی یہ کہتی ہے کہ مرزا جی "نبی" نہیں "مجدد"

ہیں۔ قادیانی پارٹی کا خیال ہے کہ مرزا جی "نبی" تھے عقل شرع

کا تقاضا یہ ہے کہ جو لوگ غیر نبی کو نبی قرار دیں ان کو کافر کہا

جائے۔ اور اسی طرح کسی نبی کی نبوت کا انکار کرنے والا بھی کافر ہو

مگر لطف یہ کہ قادیانی پارٹی لاہوری پارٹی کو کافر نہیں کہتی۔

باوجودیکہ ان کے عقیدہ میں ایک نبی کی نبوت کی منکر ہے

اور لاہوری پارٹی قادیانیوں کو کافر نہیں کہتی حالانکہ وہ غیر نبی

کو نبی جانتے ہیں۔ مگر دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں مرزا اور

اس کی امت کی باتوں کو فساد دینے نہیں تیسرا ثبوت مرزا کے

مرزا مشرک۔ کافر۔ کافر سے بدتر نہیں ٹھہرتا اور ملاحظہ فرمائیے۔
 دائینہ کمالات اسلام (۱۳۳۱ء) ”یہی مثال
 مکمل اولیاء کی ہے جو مواضع متفرقہ میں بصورت متحدہ
 نظر آتے ہیں“

مرزا قادیانی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صفات
 الوہیت وغیرہ تجویز کی ہیں جس کا ثبوت ذیل میں ملاحظہ ہوا اور
 بموجب حوالہ از الذواہام صفحہ ۱۰۱۰ ایسی صفات غیر اللہ کے لئے
 ماننا خواہ بد بلاء الہی ہی تسلیم کیا جاوے کفر یہ عقائد میں داخل
 ہے۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۴، حاشیہ) ”رفع بعضہم درجات
 اس جگہ صاحب درجات رفیعہ سے ہمارے نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم مراد ہیں جن کو ظلی طور پر انتہائی درجہ کے
 کمالات الوہیت کے افعال و آثار میں بخشے گئے ہیں“
 (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۴۴، اشعار مملو قات میں سے
 صرف ایک ہی شخص کو مرتبہ کامل خلافت تامہ حقہ کا
 جو ظلی مرتبہ الوہیت ہے حاصل ہو سکتا ہے“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۵۹ حاشیہ) ”اس جگہ واضح
 ہے کہ اس انتہائی کمال کے وجود باوجود کو خدا تعالیٰ
 کی کتابوں میں مظهر اتم الوہیت قرار دیا گیا ہے“
 (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۹ حاشیہ) ”اس قسم ثانی میں
 تمام صفات الہیہ صاحب قرب کے وجود میں تمام تر
 صفاتی منکس ہو جاتی ہیں۔“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۳ حاشیہ) ”ایسا ہی ظلی الوہیت
 ہونے کی وجہ سے مرتبہ الہیہ سے اس کو ایسی مشابہت
 ہے جیسے آئینہ کے عکس کو اپنے اصل سے ہوتی ہے
 اور اہمات صفات الہیہ یعنی حیوۃ۔ علم۔ ارادہ۔ قدرت
 سمیع۔ بصر۔ کلام۔ مع اپنے جمیع فروع کے اتم و اکمل
 طور پر اس میں انعکاس پذیر ہیں“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۴ حاشیہ) ”اسی وجہ سے
 تمثیل بیان میں ظلی طور پر خدا قادر و ذو الجلال سے

مثلاً حاضر و ناظر یا علم غیب یا الوہیت وغیرہ ثابت کرنا خواہ
 یہ عقیدہ ہو کہ یہ ساری صفات باذن اللہ و عطاء الہی حاصل
 ہیں موجب کفر ہے۔ ایسے عقیدہ کا آدمی کافر ہے۔ خود مرزا
 بھی اسی عقیدہ پر قائم ہے۔

(ملفوظات احمدیہ حصہ اول) ”ایسا تجویز کرنا یا اعتقاد
 رکھنا کہ بجز خدا تعالیٰ کے کوئی اور بھی حاضر و ناظر ہے
 صریح کلمہ کفر ہے“

(ازالہ ادہام طبع لاہوری ص ۱۱۰) ”یہ معنی کرنا
 کہ گویا خدا تعالیٰ نے اپنے ارادہ اور اذن سے حضرت
 عیسیٰ علیہ السلام کو صفات خالقیت میں شریک
 کر رکھا تھا صریح الحاد اور سخت بے ایمانی ہے کیونکہ
 اگر خدا تعالیٰ اپنی صفات خاصہ الوہیت بھی دوسروں

کو دے سکتا ہے تو اس سے اس کی خدائی باطل ہوتی
 ہے اور موجد صاحب کا یہ عذر کہ ہم ایسا اعتقاد تو
 نہیں رکھتے کہ اپنی ذاتی طاقت سے حضرت عیسیٰ
 خالق طیور تھے بلکہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ طاقت
 خدا تعالیٰ نے اپنے اذن اور ارادہ سے ان کو دے
 رکھی تھی..... یہ سراسر مشرکانہ باتیں ہیں اور کفر سے
 بدتر..... مثلاً..... کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کسی
 بشر کو اپنے اذن اور ارادہ سے خالقیت کی صفت عطا
 کر سکتا ہے تو پھر وہ اسی طرح کسی کو اذن اور ارادہ
 سے اپنی طرح عالم الغیب بھی بنا سکتا ہے اور اس کو
 ایسی قوت بھی بخش سکتا ہے جو خدا تعالیٰ کی طرح ہر
 جگہ حاضر و ناظر ہو“

اس کا ثبوت کہ مرزا خود انہیں مشرک اور کفر سے بدتر
 باتوں کا قائل ہے ملاحظہ ہو۔

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۶۵ طبع لاہوری) ”بعض اکابر
 نے اپنے وجود کو ایک وقت اور ایک آن میں مختلف
 ملکوں اور مکانوں میں دکھلایا ہے باذن اللہ“

کیا یہ غیر اللہ کو حاضر و ناظر جاننا نہیں؟ اور کیا اس عقیدہ سے

(حقیقۃ الوحی ص ۳۳۷) ”لا یظہر علی غیبہ احد“
 الامن ارتضیٰ من رسول یعنی غیب کا ایسا دروازہ
 کسی پر کھولنا کہ گویا وہ غیب پر غالب اور غیب اس کے
 قبضہ میں ہے یہ تصرف علم غیب میں بجز خدا کے برگزیدہ
 رسولوں کے اور کسی کو نہیں دیا جاتا کہ کیا باعتبار کیفیت
 کیا باعتبار کمیت غیب کے دروازے اس پر کھولے
 جاتے ہیں“

(ضرورۃ الامام ص ۱۳) ”امام الزمان کی الہامی
 پیشگوئیاں انہما علی الغیب کا مرتبہ رکھتی ہیں یعنی غیب
 کو ہر ایک پہلو سے اپنے قبضہ میں کر لیتا ہے جیسا کہ
 چابک سوار گھوڑے کو قبضہ میں کرتا ہے“

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۷۷) ”خدا تعالیٰ اپنے
 کلام عزیز میں فرماتا ہے کہ ہر ایک مومن پر غیب کامل
 کے امور ظاہر نہیں کئے جاتے بلکہ محض ان بندوں پر
 جو اصطفا اور اجتناب کا درجہ رکھتے ہیں ظاہر ہوتے
 ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ ایک جگہ قرآن شریف میں
 فرماتا ہے لا یظہر علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ
 من رسول یعنی اللہ تعالیٰ غیب پر کسی کو غالب
 نہیں ہونے دیتا مگر ان لوگوں کو جو رسول اور اس کی
 درگاہ کے پسندیدہ ہیں“

(ایام الصلح ص ۱۱۱) ”قرآن شریف میں ہے لا یظہر
 علی غیبہ احد الا من ارتضیٰ من رسول یعنی
 کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے
 دوسروں کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد
 وہ لوگ ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں
 خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں“

ان سب باتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کے نزدیک
 اللہ تعالیٰ کے سوا اور لوگ بھی عالم الغیب ہیں اسی عقیدہ کو
 ازاد اولیام ص ۱۱۱ میں کفریہ عقیدہ کہا ہے۔

(۶) چھٹی وجہ مرزا کے اتراری کفر کی یہ ہے کہ اس نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمانی کتابوں میں تشبیہ
 دی گئی ہے جو ان کے لئے بجائے اب کے ہے“

(سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۵، احاشیہ) ”اور جو تشبیہات
 قرآن شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ظلی طور
 پر خداوند قادر مطلق سے دی گئی ہیں ان میں سے ایک
 یہی آیت ہے..... قل یا عبادی الذین

اس فو علی انفسکم لا تقنطوا من رحمۃ اللہ ان اللہ
 ینظر الذین یتوبون یعنی ان کو کہہ دے کہ اے میرے بندو الخ
 (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بندے کہنا گیا ناقل)
 (سرمہ چشم آریہ صفحہ ۱۷۹، احاشیہ) ”خداوند سے

مراد ظلی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ وہ
 منظر اتم الوہیت اور درجہ سوم قرب پر ہیں“

ان سب حوالہ جات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا
 صفات الوہیت اور باقی تمام صفات ظلی طور پر تسلیم کر رہا
 ہے اب ظلی صفات والے کے لئے مرزا کی ہی عبارت ملاحظہ
 فرمائیے (ایک غلطی کا ازالہ) ”منقول از اخبار الحکم ص ۱۷۱
 ص ۱۷۱ کالم ص ۱۷۱) ”بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی
 جب تک کہ یہ تصویر ہر پہلو سے اپنے اصل کے
 کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو..... وجود بروزی اپنے
 اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے“

اس سے ثابت ہوگا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جمعی ظلی اور
 بروزی خدا ہوں گے جب خدا کی پوری پوری تصویر ہوں۔
 (العیاذ باللہ)۔

(۵) اور اقرار ہی کفر کا ثبوت یہ ہے کہ مرزا نے کہا ہے
 کہ غیر اللہ میں بعباء واذن خداوندی علم
 غیب ماننا بھی شرک والحادیہ جس کے لئے حوالہ ازالہ
 اولیام ص ۱۱۱ کا جو پہلے گزر چکا ہے دوبارہ ملاحظہ کر لیا جاوے
 اب یہ ثبوت پیش کرتا ہوں کہ مرزا غیر اللہ کے لئے علم غیب تسلیم
 کرتا ہے۔ اول تو سرمہ چشم آریہ والے سائے حوالے ہی
 کا ثبوت ہم پہنچاتے ہیں اس کے علاوہ اور ثبوت لیجئے:-

اور ضمیمہ انجامِ آفتم کے حوالجات کو دوبارہ زیرِ نظر کر لیا جاوے۔

کفر کا آٹھواں ثبوت

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کشمیر میں نہ ماننا قرآن مجید کو چھٹلانا ہے اور یہ خود مسلم امر ہے کہ قرآن مجید کی تکذیب کرنا صریح کفر ہے مگر مرزا خود مکذب قرآن ٹھہرتا ہے لہذا وہ کافر ہے کلام کے پہلے حصہ کا ثبوت۔ (اعجاز احمدی ص ۱۹) ”آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اس طرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اس کی ماں کو ہم نے ایک ٹیڈ پر جگہ دی جس میں صاف پانی بہتا تھا۔۔۔۔ یعنی خطہ کشمیر“

دوسرے حصہ کا ثبوت یعنی یہ کہ مرزا نے کشمیر میں قبر کا انکار کر کے خود اللہ تعالیٰ کو جھٹلایا ہے ذیل میں ملاحظہ ہو جس میں کبھی تو وہ کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام گلیل میں دفن ہوئے اور کبھی کہتا ہے یروشلم میں ان کی قبر ہے۔

(ازالہ اودام طبع اول ص ۱۷۴) ”یہ تو سچ ہے کہ مسیح اپنے
تکلیف میں جا کر فوت ہو گیا۔“

(تمام الحجۃ ۱۹۷۱ء) ”حضرت عیسیٰ کی بھی بلاد شام میں قبر موجود ہے..... اگر کہو کہ وہ قبر جعلی ہے تو اس جبل

کاشوت ہونا چاہئے..... اس صورت میں دوسرے
نبیاء کی قبروں کی نسبت بھی تسلی نہیں رہے گی امان اٹھ
حادثے لگا“

لکھا ہے کہ دابة الارض کا معنی طاعون کے جراثیم کے علاوہ کچھ اور لینا الحاد اور دجل ہے دیکھو نزول مسیح ص ۷۸ مگر پھر خود ہی مرزا اس کے معنی علماء متکلمین ٹھہراتا ہے جس کا ثبوت ذیل میں ہے:-

(شهادة القرآن ص ۲۵) ”گیا محویں علامت داتہ الاریض

کا ظہور میں آنا یعنی ایسے واعظوں کا بکثرت ہو جانا جن میں
آسمانی نور ذرہ بھر نہیں“ (جیسے مرزا کی امت کے واعظانہ)

(انزالِ آدم ص ۱۱۰) ”دابة الارض سے مراد کوئی لایعقل جانور نہیں بلکہ بقول حضرت علی رضی اللہ عنہ آدمی کا نام ہی دابة الارض ہے“

ہے اس جگہ دابة الارض سے مراد ایسا طائفہ انسانوں کا مراد ہے جو آسمانی روح اپنے اندر نہیں رکھتے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا۔“ یہی مضمون حمامۃ البشریٰؑ میں بھی لکھا ہے۔

کیونکہ مرزا نے دابة الارض کا معنی علماء اور متکلمین لیا ہے اس لئے وہ بحوالہ نزول مسیح ضلک خود دجال اور ملحد ٹھہرا۔ ساتویں وجہ عرض ہوتی ہے۔

(۷) مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ مومن کی فطرت میں علی علیہ السلام کی تعظیم بھری ہوئی ہے مگر خود مرزا احمد علیہ السلام کی توہین کرتا ہے اس لئے وہ مومن نہ رہا بلکہ ملّا خطہ ہو:-

(ضمیمہ ۳: تریاق القلوب) ”مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے بنی صلے اللہ علیہ وسلم کو نکالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نکالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ جیسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔“

اور مرزا کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیوں دینے اور ان کی توہین کرنے کے ثبوت کے لئے بالا جمال وجہ کفر میں سے و جمال میں دافع البلاء اور نور الفتان اور براہین احمدیہ

لاہوری کی عبارت :-

(مسیح موعود و ختم نبوت ص ۱۳۲ حاشیہ) ”میں محمد (صاحب حضرت صاحب کو ایک خطرناک فتوے کے ماتحت لاتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ یہ کہ نبی کی نبوت سے انکار کفر ہے پس اگر حضرت صاحب کو خدا بنی کہتا تھا اور آپ نے فی الواقع نبی تھے مگر بائیں ہمدرد سے نبوت کا انکار کرتے بلکہ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے تو کیا آپ کفر کے فتویٰ کے ماتحت نہیں آتے، یقیناً اگر نبی اپنی نبوت کا انکار کرے تو وہ سب سے بڑھ کر کافر ہے کیونکہ وہ عمروں کو کہنے والا تو انسان ہے مگر اسے خود خدا کہتا ہے“

رہا مرزا کا اپنی نبوت سے انکار کرنے کا ثبوت تو جو وہ کفر میں سے وجہ دوم میں حرمانۃ البشری ص ۹۹ اور آسمانی فیصلہ ص ۳ کو دیکھ لیا جاوے

(۱۵) دسویں وجہ مرزا کے اقراری ثبوت کی ایسی ہے کہ جس کا جواب نہ لاہوری پادری دے سکتی ہے اور نہ قادیانی پارٹی اور میں نے بذریعہ شمس الاسلام محمد علی لاہوری کو کھلی چٹھی بھی اس کے متعلق لکھی تھی۔ مگر جواب نہ دار اور درحقیقت جواب ہے ہی نہیں۔ دلیل یہ ہے کہ خود مرزا قادیانی اور اس کی امت اور لاہوری اور قادیانی پارٹی سب مانتے ہیں کہ ”مسیح موعود“ کا منکر کافر ہے لیکن مرزا قادیانی اپنے ”مسیح موعود“ ہونے کا ساہبا سال تک انکار کرتا رہا۔ مسیح موعود کے منکر کافر ہونا مرزا نے خود تسلیم کیا ہے دیکھو :-

(حقیقۃ الوحی ص ۱۶۹) ”کافر کا لفظ مومن کے مقابل پر ہے اور کفر دو قسم ہے (اول) ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) دوسرے یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا۔۔۔۔۔ اور اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ دو قسم کے کفر ایک ہی قسم میں داخل ہیں“ (فتاویٰ احمدیہ ص ۲۹۹) ”جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ

وسلم کو نہ مانے وہ کافر ہے مگر جو ہمدی اور مسیح کو نہ مانے اس کا بھی سلب ایمان ہو جاتا ہے انجام ایک ہی ہے“ اب اس کا ثبوت کہ مرزا کو خدا تعالیٰ نے ”مسیح موعود“ ٹھہرایا ہوا تھا (العیاذ باللہ) مگر وہ اس کا ساہبا سال تک انکار کرتا رہا ذیل میں ملاحظہ ہو۔

(اعجاز احمدی ص ۱) ”براہین میں میرا نام عیسیٰ رکھا گیا تھا۔ اور مجھے خاتم الخلفاء ٹھہرایا گیا تھا۔ اور میری نسبت کہا گیا تھا کہ تو ہی کسر صلیب کرے گا۔ اور مجھے بتلایا گیا تھا کہ تیری فہم قرآن اور حدیث میں ہے اور تو ہی اس آیت کا مصداق ہے ہوالذی ارسل رسولہ بالہدیٰ و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ تاہم یہ الہام جو براہین احمدیہ میں کھلے کھلے طور پر درج تھا خدا کی حکمت علی نے میری نظر سے پوشیدہ رکھا اور اسی وجہ سے باوجودیکہ میں براہین میں صاف اور روشن طور سے مسیح موعود ٹھہرایا گیا مگر پھر بھی میں نے جو اس ذہول کے جو میرے دل پر ڈالا گیا حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کا عقیدہ

براہین احمدیہ میں لکھ دیا پس میری کمال سادگی اور ذہول پر یہ دلیل ہے کہ وحی الہی مندرجہ بالا براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی مگر میں نے اس رسمی عقیدہ کو براہین میں لکھ دیا میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین احمدیہ میں مجھے مسیح موعود ٹھہراتی کیونکر اسی کتاب میں یہ رسمی عقیدہ لکھ دیا پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا۔ خدا نے مجھے بڑی شدت سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا“

(ازالہ اوہام ص ۱۹ طبع اول) ”اے برادران دین و علماء شرع متین آپ صاحبان میری ان مرد و نما کو متوجہ ہو کر سنیں کہ اس عاجز نے جو مشہیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود

خیال کر بیٹھے ہیں۔

دونو عبارتیں صاف بتا رہی ہیں کہ مرزا قادیانی خود کو ”مسیح موعود“ نہ سمجھتا تھا اپنے مسیح موعود ہونے کا سالہا سال تک انکار کرتا رہا اور اعجاز احمدی میں کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے کھلے طور پر ”مسیح موعود“ قرار دیتا تھا مگر میں باایہمہدائی مسیحیت کا منکر ہی رہا تو اب ناظرین فیصلہ کریں کہ مرزا کیا ٹھہرتا ہے۔ اور پھر لاہوری اور قادیانی جماعت جو مرزا کو ”مسیح موعود“ سمجھتے ہیں وہ کیا چارہ سوچیں گے کہ مرزا کیا مسیح موعود کا منکر ہو کر کافر نہ ٹھہرا؟ اور خصوصاً

محمد علی لاہوری متوجہ ہوں کہ ایک شخص کو انسان کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں اس کا منکر اگر بحوالہ حقیقۃ الوحی و فتاویٰ احمدیہ کافر ہوتا ہے تو جس کو خود خدا کہے کہ تو ”مسیح موعود“ ہے مگر وہ بارہ برس یا بیس برس تک اس کا انکار کرتا رہے تو وہ کیا ہوگا۔ کیا کالا کافر نہیں ہوگا۔

تلك عشرة كاملة | یہ مرزا کے اقراری کھر کے دس ثبوت ہیں ابھی بقایا اور بھی پیش کئے جاسکتے ہیں جب کوئی مرزائی جواب کے لئے متوجہ ہو گا تو پھر شامدا اور بھی پیش کر دوں۔ فقط

ردّ رفض

ہنگش سنی اور کلب علی شیعہ کی ستائیسویں ملاقات

(بہ سلسلہ جدید)

(از جناب خان غلام احمد خان صاحب ہنگش۔ ہنگو)

لیکن آپ کے بانیان مذہب نے تقیہ کا جو غیر العقول مسئلہ وضع کیا ہے وہ ہم کو آپ کے کسی قول پر یقین کرنے کی اجازت نہیں دیتا خود کو تو مؤمنین قرار دیتے ہیں۔ لیکن خدا کی کتاب میں جو لاریب فیہ کی مصداق ہے۔ ریب اور شک کرنے سے آپ مسلمان کہلانے کے حق دار نہیں ہیں۔

کلب علی۔ آپ کا یہ خیال بالکل غلط اور بے بنیاد ہے ہمارا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ایمان اور عمل ہے۔ ترکت فیکم امرین لن تفعلوا ما تمسکتم بہما کتاب اللہ دعوتی۔ یعنی رسول خدا فرما چکے ہیں کہ میں تم لوگوں میں دو چیزیں چھوڑتا ہوں ایک کتاب اللہ دوسرا دعوتِ ابنی عترت ان ہر دو پر ہمارا اعتقاد ہے۔

ہنگش۔ اول تو لفظ عترت کے بجائے صحیح بخاری کی روایت میں لفظ سنیتم موجود ہے۔ مابراہین و آثار کے متعلق اس کا

کلب علی۔ ہنگش صاحب سلام علیک۔ مدت کے بعد آپ سے ملاقات نصیب ہوئی لیکن افسوس کہ آپ کو بیماری کی وجہ سے نچھ پاتا ہوں۔ بیس سال سے زیادہ عرصہ ہوا کہ یاغیستان تیراہ متصل ضلع کوٹ میں شیعہ اور سنی کے درمیان ایک خونریز اور ہولناک لڑائی ہوئی تھی مؤمنین تیراہ کی تباہی کا حل سنکر مجتہدین لکھنؤ کے حکم سے مجھے آپ کے علاقہ بالخصوص ہنگو میں جانا پڑا وہاں جا کر یہ معلوم ہوا کہ شیعوں کے ہاتھ کا ذبیحہ اہل سنت نہیں کھاتے بلکہ ضلع بھر میں کسی شیعہ قصاب کا وجود ہی نہیں حالانکہ اہل کتاب کا ذبیحہ بھی از روئے قرآن حلال ہے۔

ہنگش۔ جواب صدق دل سے عرض کئے دیتا ہوں اہل سنت کا کوئی قصور نہیں اہل تشیع کے دلی عقیدہ کا کوئی علم نہیں ہو سکتا۔ بظاہر آپ مسلمانوں میں شامل دکھائی دیتے ہیں

طفلی لباس پہنے پیمبر کی گود میں
حق آپ کھیلتا تھا بہانہ حسین کا

اور جیسا کہ سکھ کہتے ہیں۔ گردِ جی کی فتح۔ ویسا ہی آپ
آپس میں ”یا علی مدد“ پکار رہے ہیں۔ ہندوؤں کا سلام
راچندر جی کے نام کو خفیف کر کے بجائے سلام کے رام رام
کہہ رہے ہیں اور آپ صاحبان بجائے سلام کے جب آپس میں
ملتے ہیں تو ایک طرف سے ”یا علی مدد“ دوسری طرف سے
”مولیٰ علی مدد“ کا جواب دیکر سلام کا قضیہ ختم کر دیتے ہیں۔
اب رہا بد مذہب جیسا کہ جاپانیوں نے اپنے بادشاہ کو فدا
درجہ دے رکھا ہے ویسا ہی تم لوگوں نے مولیٰ کو مشکل کشا
عالم قرار دے کر الوہیت کے تخت پر جلوہ گر دیا ہے۔

شمس الاسلام | جو شیعہ ضروریات و قطعیات دین
میں سے کسی ایک ضروری و قطعی چیز کے منکر ہوں مثلاً
مخفویت قرآن وغیرہ ان کے مرتد ہونے میں شبہ نہیں۔ اور
مرتد کا ذبیحہ حرام ہے۔

مفواتِ شیعہ

ذیل میں ایک شیعہ شاعر کا کلام درج کیا جاتا ہے
اس سے قارئین کو شیعہ عقائد کا صحیح علم حاصل
ہو سکیگا۔ انبیائے کرام کی عزت و عظمت ان کی
نظر میں پرکاش کے برابر بھی نہیں۔ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کی شان میں اس قدر غلو کیا جاتا ہے کہ الامان
والحفیظ! حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسے محبوب
مفرد کو جہنمی قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو بیخ البلاغہ
جلد دوم) اللہ تعالیٰ امت محمدیہ کو ایسے گمراہ
فروق سے نجات بخشنے آمین (دیر)

سرتاج فلک فرش در شاہ نجف ہے
اس فرش کو دیکھا جوالت کر تو مشرف ہے

گافی کی روایت آپ کے ایمان بالقرآن کی حقیقت کو واضح
کر دیتی ہے لان القرآن جاء بہ جبرئیل علی محمد سبع
عشر الف آیات (دیکھو کافی کتاب فضل القرآن یعنی
جو قرآن خدا کی طرف سے بذریعہ جبرئیل محمد پر نازل ہوا تھا وہ سترہ
ہزار آیات کا مجموعہ تھا دیکھو کلب علی آپ کے امام کے اس ایک
ہی جملہ سے بقول (چرخِ نوش بود کہ بر آید بیک کرشمہ دو کار) آپ
کی موضوع حدیث کے پیرچھے اڑ گئے مول تو اس نے قرآن کو
مشکوٰۃ بتا کر ناقابلِ عمل بنادیا حالانکہ موجودہ قرآن چھ ہزار چھ
سو چھیاسٹھ آیات کا مجموعہ ہے اس حساب سے بقول تمہارے
مذہب کے بیس ہزار تین سو چونتیس آیات کی کمی ثابت ہوتی ہے
آپ کے بنیادی ایمان کی ایک جزو کتاب اللہ کو آپ کے مفرد مذہب
نے اڑا دیا۔ رہی عزت و تودہ دوسرے درجہ پر رہے۔ مگر عزت
کی اتباع کا دعویٰ بھی بلا دلیل ہے۔ اور سنت کے نام سے
ہی آپ کو دشمنی ہے۔ پس آپ کے کسی قول پر اعتماد نہیں
رہا۔ لہذا اب میں اس مسئلہ کو بھی صاف اور واضح کرنا
چاہتا ہوں کہ ہم اہل سنت یہود و نصاریٰ کے ذبیحہ کو کینیٹر
جائز سمجھتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اپنی کتابوں پر پورا
پورا ایمان رکھتے ہیں ان کے برعکس آپ لوگوں کا ایمان کتاب
اللہ پر جس صورت میں ہے اس کا ذکر اور درج کیا گیا لہذا ان کا
ذبیحہ حلال اور آپ کا حرام ہے۔ علاوہ بریں آپ کا مبارک
مذہب مذہبِ ذیل کا مجموعہ ہے۔ یہود۔ نصاریٰ۔ سکھ
ہندو۔ بدھ وغیرہ۔ کان کھول کر گوش ہوش سے سنتے
جاؤ یہود نے عزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اسی
طرح نصاریٰ نے مسیح علیہ السلام کو خدا کا جزو مان لیا ہے
ایسا ہی آپ لوگوں نے علی رضی اللہ عنہ اور آل علی رضی اللہ عنہ کی مخصوص
صفات کے ساتھ موصوف قرار دیا ہے چنانچہ شیعہ اخبار
”در نجف“ کے سابقہ فائلوں میں اس کے جعفری ایڈیٹر نے
جو کچھ صفات اپنے ائمہ کو دی ہیں ان میں سے دو جملے ذیل
میں درج کئے جاتے ہیں۔ (جعفری باش ہرچہ خواہی کن)
۲۔ حضرت امام حسین کے متعلق درج فرمایا ہے:-

آگے یہ شرف تھا نہ نبی میں نہ ولی میں
ہیں سارے رسولوں کے کمال ایک علی میں

(۶)

بچپن میں بھی قوت پہ یہ تھی درستی
آتے تھے جو کشتی کو پہلوان حجاز سی
یوں پھینکتے تھے ان کو ہوا پر شہ غازی
جس طرح سے اطفال اوجھالیں گل بازی
کر دیتے تھے ہیکل جو علی دست رسا کو
اسپان دودھ نہ اٹھا سکتے تھے پا کو

یہ اشعار کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ یہ ہندوستان
کے مایہ ناز شیعی شاعر کا کلام ہے جس کے مرثیہ مجفل
میں سوز و گداز پیدا کیا کرتے ہیں۔ ان اشعار میں حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کو خدا کا مرتبہ دیا گیا ہے۔ اور تمام انبیاء
کو ان کا غلام و خدام ظاہر کیا ہے۔ اور حضرت علی کو خلاق
رسول بتلایا ہے۔ نفوذ باللہ من السموات۔ شیعوں کی جملہ
تصانیف ایسے ہی کفریات سے مملو ہیں۔ شیعہ ذاکرین
پنجاب میں ہر جگہ بیان کیا کرتے ہیں کہ شب معراج کو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم سے لاسکان پر ملاقات کرنے والا علی تھا۔
جب پروردہ سے آواز آئی کہ آؤ کھانا کھائیں۔ تو جو ہاتھ
کھانے کی قاب پر پروردہ سے ظاہر ہوا اس کو محمد علیہ السلام
نے پہچان لیا۔ اور کہا کہ تو تو علی ہے۔ اسی لئے شیعہ کہا
کرتے ہیں کہ۔

”علی داں علی کل شیء قدیر“

ایصال ثواب
۲۳ جولائی کو جب کے روز دارالعلوم
عزیزیہ بھٹنر میں حضرت مولانا
اشرف علی صاحب تھانوی کی مدح کو ایصال ثواب
کے لئے قرآن شریف کا نظم پڑھا گیا۔ اور تعزیت کی
قراواؤں و نظموں کی گئی
رعلاام حسین میونسٹری اسلام

در بانِ علی روح رسولان سلف ہے
موسسیٰ ید بیضا بھی وہاں شمع بکف ہے
تقدیل در قصر علی عرش بریں ہے
سنگ در حیدر سر جبریل امیں ہے

(۲)

بے شرکت انگشت جناب شہ صفدر
ہے خانہ تقدیر فقط ناوک بے پر
بے عین علی علم و عمل دونوں ہیں بے سر
بے ذات علی کعبہ تھا بے صاحب بے پر
فخران کے قدم سے ہوا اللہ کے گھر کا
جیسے پسر نیک سے ہونا نام پدر کا

(۳)

دی حق نے زبان شہ مرداں کو یہ قدرت
لے ان کی زبان سے جو ہو کونین کو حاجت
گردوں نے بلندی لی زمیں نے زرد ویت
یوسف نے لیا حسن سیماں نے حشمت
پیران کی قناعت سے فزوں حدیباں سے
جز نام خدا کچھ نہ لیا اپنی زباں سے

(۴)

نقارہ زن نام علی سپر رخ پہ عیسے
دیروزہ گر خامہ صدر ید بیضا
ایسا بھی ان کے در دولت کا ہے سقا
اور خضر کو ہر دم سے غلامی کی منتنا
لاکھوں ہی سلیمان ہیں دربار علی میں
خیال اک ادریں ہے سرکار علی میں

(۵)

آدم صقی اللہ کی زباں کیا ہے علی ہے
رخسارۃ یوسف کی زباں کیا ہے علی ہے
ایوب کی تسلیم و رضا کیا ہے علی ہے
خلاق رسول دوسرا کیا ہے علی ہے

منقولات

”راجپال“ کا نیا جنم شیعوں میں

”جو اشخاص اجماع و شوریٰ سے خلیفہ بنائے گئے اُن میں انصاف و مساوات کی قوت کہاں پائی جاسکتی تھی، نہ دیکھی بات کرنی ان پر لازم تھی۔ (سرفراز مہدی)“
 ”حاکم مصر نہ کا مترجیح ہو، چشم دید گواہ بھی پیش کئے جائیں مگر اس کی دربار خلافت سے خلاصی ہو جائے۔ (سرفراز مہدی)“

حضرت ابو ذر غفاری سا بڑا جلیل القدر صحابی حق بات کہنے سے بری حالت میں جلا وطن کیا جائے اور اسی تکلیف کی حالت میں مسافرت کی موت مرے۔ محمد بن ابی بکر کو یہ فائدہ گورنری دے کر ”مصر“ روانہ کرنا اور فوراً ہی ناقہ یا شتر سوار کو عقب سے حاکم مصر کے پاس ایک نوشتہ دے کر دوڑانا کہ محمد بن ابی بکر کے ساتھ جو مصری وفد واپس جانا ہے اسے پہنچتے ہی قتل کر دینا۔ یہ ہے خلافت راشدہ کا انصاف“ (ایضاً)

”کون سے قیانون سے غلبہ وقت (حضرت عثمان) جو ہم سے بری ہو سکتے ہیں۔ (ایضاً)

”یاد رکھئے اُس پر آشوب وقت کو جب پیغمبر اسلام کی ۳۳ برس کی تکلیف میں تہہ خاک کر کے نااہل افراد نے (یعنی حضرت ابوبکر و حضرت عمر وغیرہ نے) قتل اس کے کہ پیغمبر کی جہنیم و تکفین عمل میں آئے لہذا خلافت کو اچانک طور پر اچک لیا تھا۔ (سرفراز مہدی)“
 ”بنی امیہ کو بیت المال سلہین سے مالا مال کر دینا اور ان کو ایسا فروغ دینا کہ عرب کے تمام مسلمان خوشامد خور لالچی اور خور خیزوں کے خوگر بن جائیں

اجازت دیتے بھڑو“ مجریہ ۲۲ مئی کے افتتاح حیر میں لکھنؤ کے مشہور شیعہ اخبار ”سرفراز“ کی ۹ مئی کی اشاعت سے چند اقتباس نقل کئے گئے ہیں، اگرچہ ان کے دیکھنے اور پڑھنے سے آپ کو اور ہر مسلمان کو تکلیف ہی ہوگی اور تکلیف ہی حد سے زیادہ بلکہ ناقابل برداشت، لیکن ضرورت اس کی داعی ہے کہ آپ تک بلکہ ہر مسلمان تک ”سرفراز“ کے ان اقتباسات کو پہنچایا دیا جائے تاکہ اگر آپ ابھی تک اس صورت حال کا اندازہ نہ لگوا کر ہو جائیں اور اس صورت میں جو فرض آپ پر عائد ہوتا ہے اس کی ادائیگی کی آپ غار کریں اور اس کے لئے کمر بستہ ہو جائیں پڑھیے اور پیش پر پیغمبر کی سبیل رکھ کر پڑھیے

سارے مسلمانوں کے دینی و روحانی سردار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین رفقاء و اصحاب سیدنا حضرت ابوبکر صدیق سیدنا حضرت عمر فاروق سیدنا حضرت عثمان غنی سیدنا خالد بن الولید سیف اللہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام کو اپنی شیعیاں بد زبانی کا نشانہ بناتے ہوئے شیعوں کا یہ راجپال لکھتا ہے۔

”خلافت اسلامیہ کی بنیاد غریب مالک بن نویرہ کے خون سے رکھی گئی“ (سرفراز مہدی)

دو زکوٰۃ کی وصولی میں ایک مسلمان تجیلے پر فوج کا بھیجا جاتا اور اس کے مسلمان مراد کو بجائے قید کر کے خلیفہ وقت کے سامنے پیش کر کے قتل کر دیا اور اس کی زوجہ سے اسی شب بے سلاہ فوج خالد بن ولید کا نہ مارنا کہ ان نظروں میں محدود قرار پا سکتا ہے ایسے سریع نظام پر اگر مسلمان نازاں ہوں تو ایسے اسلام کو نوک دور سے سلام کس گئے؟ (سرفراز مہدی)

انہی حضرات (خلفاء راشدین کا کارنامہ ہے) ایضاً

راجپالی ذہنیت کے سرمایہ دار ادارہ سرفراز یاد دہک

شیعوں سے ہمیں کچھ کہنا نہیں ہے۔ حکومت سے بھی

کچھ کہنا نہیں ہے کہ اس کی سرزہری اس باب میں معلوم

ہے اور ظاہر ہے کہ کسی ”طاغوتی حکومت“ کو ہمارے

اس درد کا کیا احساس ہو سکتا ہے اور کہاں تک اس کو

ہماری اس مصیبت میں ہمدردی ہو سکتی ہے؟

ہاں پہلے تو اتنا کہنا ہے اپنے اُن روشن خیال ”ناصح

مشفقوں“ سے جو آئے دن سنیوں کو نصیحت فرماتے رہتے

ہیں کہ ”شیعوں کو اپنا اسلامی بھائی سمجھو“ یہ فرقہ بھی تمہارا

شجرہٴ ملت کی ایک شاخ ہے“ اس کے ساتھ براہِ راہ ہی

سلوک کرو وغیرہ وغیرہ۔

اے روشنی خیال کے نادان مدعیو! تمہاری آنکھوں

میں بھی کچھ ”روشنی“ اب آئی؟ یا اب بھی تم ویسے ہی نا آشنا

حقیقت ہو؟ ”سرفراز“ کے اڈے پر چرخ روشن کیا ہے کہ

اس روشنی میں تم شیعیت کے خطوطِ خال دیکھو، شیعہ ذہنیت

کو پڑھ سکو اور شیعوں کی حقیقت کو جان لو اگر اس سے بھی

تمہاری آنکھیں نہ کھلیں تو ایمانی غیرت و دینی حیت سے

مردمی میں کیا شبہ؟ وہیں لہجہٴ اللہ لہزہٴ نورِ افعالہ میں نور

اور اس کے بغیر صرف اتنا کہنا ہے ایمانی غیرت رکھنے والے

تمام سچے مسلمانوں سے کہ تمہارے ایمانی جذبات سے کھیلنے

کی یہ ہمت آج کسی کو صرف اس لیے ہوتی ہے کہ تم نے طاقت

و اقتدار کو اپنے ہاتھوں سے کھودیا ہے، یہ ناپاک زبانیں ہی

دن بند ہو سکیں گی اور یہ ناپاک قلم اسی وقت ٹوڑے جا سکیں

جبکہ تمہارے پاس طاقت ہوگی اور تمہارے ہاتھ میں اقتدار

ہوگا، بس سبق لو! اور اپنا اصلی فریضہ پہنچاؤ!

(الفقان بریلی)

اس وقت کا ایک خاص فریضہ

حمل و نقل کے جو وسائل آج انسان کے ہاتھ میں ہیں جن کے

ذریعہ ہر قسم کی ضروریات زندگی اور سامانِ معیشت کی

درآمد ایک ملک سے دوسرے ملک کو بہ آسانی ہو سکتی ہے۔

اُس وقت انسان ان سے بھی تہی دست تھا، ایسی حالت

میں جس ملک پر سات سال تک اتنا سخت قحطِ مسلط رہے

وہاں کے آدمیوں پر جو کچھ بھی نہ گزرجائے اور جتنے بھی

ان میں سے بھوکوں نہ مرجائیں بعد از قیاس نہ ہوگا۔

لیکن سیدنا یوسف صدیق کی خدا ترسی مخلوق خدا کی سچی

ہمدردی اور رعیت کی راحت رسانی کے متعلق ایسی حکایت

ذمہ داریوں کے احساس کے ساتھ ان کی خدا داد خوش

تدبیری اور مال اندیشی نے مل جل کر ایسا نظم قائم کیا کہ

اب سے قریب چار ہزار برس پہلے جبکہ بظاہر ایک عجیب

و غریب اتفاق ایسی کے طور پر اور فی الحقیقت خداوند قادر

و قدوس کی بچوں و چوکوں قدرت اور شانِ فعالِ لماییدہ

کی جلوہ فرمائی کے نتیجے میں حکومت مصر کی باگ سیدنا یوسف

صدیق علیہ و علیہ آباء الصلوٰۃ والتسلیمات کے ہاتھ

میں آگئی تھی اور مصری حکومت جبکہ انہی کے تحت اقتدار

تھی، تو سنا ہوگا کہ اس زمانہ میں مصر میں ایک شدید قحط

پڑا تھا جو سات سال تک مسلسل رہا تھا، ان سات سالوں

میں سرزمینِ مصر مارش اور پیداوار سے بالکل محروم رہی

اور خشکی کا اثر یہاں تک پڑا کہ دودھ دینے والے جانور

کے حقن بھی خشک ہو گئے، رسل و رسائل کے جو ذرائع اور

دھرت قلم و مہر کے رہنے والوں کو، بلکہ اس پاس کے دوسرے قحط زدہ ملکوں کے باشندوں کو بھی بلا امتیاز ملک و نسل اور بلا لحاظ مذہب و ملت خوش حالی اور سمت کے سالوں کی طرح ہی غلہ ملتا رہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد خلافت صدیقی کے دور میں ایک دفعہ سخت قحط پڑا جس نے بہت سے بندگانِ خدا کو فقر و فاقہ کی مصیبت میں مبتلا کر دیا، حضرت عثمان ذوالنورین اس وقت مدینہ کے درجہ اول کے تاجروں میں تھے اور آجکل کی اصطلاح میں سمجھئے کہ اس وقت کی چھوٹی سی حکومت کے گویا وزیر مال بھی تھے، غلہ سے لے پھندے آپکے ایک ہزار اونٹ شام سے آئے، مدینہ کے غلہ فروشوں کو جیسے ہی اس مال کی آمد کی خبر ہوئی وہ خریداری کے لئے حضرت عثمان کی خدمت میں پہنچے بھاؤ متاؤ مترویع ہوا، سب نے اپنی اپنی بولی بولی لیکن حضرت عثمان برابر یہی کہتے رہے کہ مجھے اس سے زیادہ ملتا ہے، آخر میں مدینہ کے ان سوداگروں نے کہا کہ مدینہ کے دوکاندار تو سب یہاں موجود ہیں اور سب اپنی اپنی بولی بولی پکھے اور اپنے اپنے اندازہ کے مطابق سب ہی قیمت لگا پکھے، آخر اس سے زیادہ دام کون لگاتا ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ اللہ ہے جس کا وعدہ ایک کے بدلہ دینا اس سے بھی زیادہ دینے کا ہے، تم سب گمراہ رہو کہ میں نے یہ سادہ غلہ اس کے لئے اور اسی کے حساب میں ناداروں، غریبوں، اور حاجت مندوں کو دیدیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت عثمان کے ان ایک ہزار اونٹوں نے مدینہ کے غریب و فراقی ساری بریشانی اس وقت کی دور کردی، سیدہ فاطمہ زہرا، عظمیٰ بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی ایک سال عرب میں سخت قحط پڑا تھا جس کا نام ہی تاریخ میں ”عام السومادہ“ ہے۔ حضرت عمرؓ نے خلقِ خدا کو اس قحط کی مصیبت سے بچانے کے لئے ایک طرف تو شام اور مصر سے غلہ منگوانے کا انتظام کیا اور چنانچہ

حضرت ابو عبیدہ نے جو اس وقت شام کے حاکم اعلیٰ تھے چار ہزار اونٹ غلہ سے لے کر واکر بھیجے اور مصر کے حاکم اعلیٰ عمرو بن العاص نے غلہ کی سئو کشتیاں بحری راستہ سے روانہ کیں، دوسری طرف آپ نے یہ کیا کہ بیت المال (سرکاری خزانہ) میں اس وقت جتنا کچھ روپیہ جمع تھا آپ نے وہ سب مدینہ کے ناداروں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا اور بیت المال کو بالکل خالی کر دیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خلقِ خدا فاقوں مرنے کی مصیبت سے بچ گئی اور اللہ کے بندے قحط کی تباہ کاریوں سے محفوظ رہے۔ یہ سب کچھ تو آپ نے عام پبلک اور عام رعایا کیلئے کیا، لیکن دنیا حیرت میں رہ جائے گی جب اس کو یہ معلوم ہوگا کہ خود فاروق اعظم نے اس قحط کے زمانہ میں کھی گوشت اور گہوؤں تک کا استعمال قطعی ترک کر دیا تھا، کیونکہ اس وقت پبلک کے غریب طبقہ کو یہ چیزیں عام طور سے میسر نہ تھیں، اس زمانہ میں آپ کی اپنی غذا جو کی روٹی ہوتی تھی جس کے ساتھ بجائے گھی کے کبھی کبھی زیتون کا تیل استعمال کیا جاتا تھا، طبیعت اس غذا کو آسانی سے قبول نہ کرتی تھی جس کی وجہ سے گاہ گاہ معدہ میں تکلیف بھی ہو جاتی تھی۔ ایک دن آپ نے اپنی نفسی سے خطاب کر کے فرمایا کہ جب تک اللہ تعالیٰ عام مسلمانوں سے اس قحط کو دور نہ فرما دے گا تجھ کو اس غذا کے سوا کچھ نہ مل سکے گا۔

ناقلمین آثار کا بیان ہے کہ اس قحط میں فاقوں کی کثرت اور ناموافق غذا کے استعمال ہی سے آپ کا رنگ بھی سیاہ پڑ گیا تھا۔

بہر حال اپنے اوپر آپ نے ہر قسم کی مصیبت جھیلی اور اپنے معیار زندگی اور اپنی خوراک کو آپ نے اپنی درجہ کے غریبوں اور فقیروں کے درجہ پر اتار لیا لیکن عام رعایا بالخصوص اس کے ناداروں اور غریبوں کو قحط کی تباہ کاریوں سے بچانے کے لئے سب کچھ کیا یہاں تک کہ سارا سرکاری خزانہ ہی ان پر تقسیم فرما دیا۔ ورنہ عرب جیسے غیر زریعی اور پھر دنیا سے کٹے ہوئے خطہ کا ایسے سخت قحط میں جو حال ہوتا

حال ہوتا ہوگا، پھر ان المناک حالات سے کسی ایک کی ڈبڈباتی آنکھیں دوسرے کے دل پر کیا قیامت ڈھاتی ہوں گی؟

یقیناً ہمارے ناظرین کرام میں سے اکثر کو اندازہ ہوگا کہ یہ کوئی افسانہ نہیں ہے بلکہ وہ حقیقی حالات ہیں جن سے لاکھوں بندگان خدا آج دوچار ہو رہے ہیں، العظمیٰ اللہ! کیسا سخت وقت ہے اُن بیچارے شریف اور باغیرت غریبوں کے لئے جو اپنی فطری غیرت اور عزت نفس کے باعث کسی کے سامنے دست سوال دراز کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہو سکتے بلکہ کسی سے اپنی یہ حالت زار کہہ بھی نہیں سکتے۔

ان مصائب کا صحیح مداوا تو جب ہی ہو سکتا تھا کہ تحت حکومت پر کوئی ”یوسف“ کوئی ”ابوبکر“ کوئی ”نعم“ اور کوئی ”عثمان“ ہوتا، مگر ہماری بدقسمتی، یا کہنے کے ہماری ہی شامت اعمال سے اقتدار کی کنجیاں اس وقت انہی ہاتھوں میں ہیں جن کی خدا فراموشی اور جن کی بدینتی و خود غرضی ہی ان منحوس حالات کو لائی ہے

اے باد صبا! ہم آدرودہ تست

اس لئے اب جو کچھ ذمہ داری ہے وہ ہم ہی جیسے لوگوں کی ہے جو اللہ کی عنایت سے خود زیادہ جا بجا نہیں ہیں اور اپنے غریب تر بھائیوں کی کچھ محسوس ہی بہت مدد کسی نہ کسی طرح سے کر سکتے ہیں

اس گنی گزری حالت میں بھی ہم میں بہت زیادہ نہ سہی، پھر بھی ایک اچھی خاصی تعداد ایسے لوگوں کی ابھی موجود ہے جن کے ذرائع آمدنی ان کی عام ضروریات سے زیادہ ہیں اور اس لئے اپنی اچھی خاصی بسر و نفات کے علاوہ ان کے پاس کم و بیش کچھ فاضل سرمایہ بھی رہتا ہے۔ ان کے علاوہ ایک بہت بڑی تعداد ہم میں بھلا اللہ ابھی ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اگرچہ اصطلاحی سرمایہ دار یا دولتمند تو نہیں ہیں لیکن خوش حالی کے ساتھ گزارا کرتے ہیں اور ان کے حالات

اور وہاں کے باشندوں پر جو کچھ گزرتی اس کا اندازہ ہر ایک کر سکتا ہے۔

یہ تین مثالیں ہیں اللہ کے صالح بندوں کے طرز حکومت اور ان کے طریقہ جہان بینی کی۔

موجودہ صورت حال

خدا کے فضل سے ہمارے ملک میں اس وقت قحط نہیں ہے، پیداوار جیسی ہمیشہ ہوتی تھی بھلا اللہ ویسی ہی یا اُس سے بھی کچھ بہتر ہی ان چند سالوں میں ہوئی ہے۔ لیکن موجودہ جنگ کے منحوس اثرات کے ساتھ ”خداوندان حکومت“ اور کارپردازان مملکت کے تغافل اور خلق خدا کی پریشانیوں سے ان کی آفتابک بے نیازی اور لاپرواہی بلکہ ان میں سے بہت سوں کی بدینتی اور خود غرضی نے مل کر صورت حال ہزاروں قحطوں سے بھی بدتر کر دی ہے۔ اللہ کی پناہ! اس وقت جبکہ گیارہوں کی فصل کا خاص وقت ہے ہمارے اس علاقے (روہیل کھنڈ) میں بھی جہاں گیارہوں کی پیداوار اچھی خاصی ہوتی ہے ایک پیہ کا دو سیر گیارہوں فروخت ہو رہا ہے اور معمولی سے معمولی چاول ایک رو پیہ کا صرف ڈیڑھ سیر یا زیادہ سے زیادہ پونے دو سیر اور پورب میں چاول کی پیداوار کے جو خاص علاقے ہیں وہاں کی اطلاع ہے کہ چاول وہاں رو پیہ کا صرف ایک سیر بھی بمشکل ہی ملتا ہے۔

ذرا سوچئے! ہم میں کتنے ایسے گھر ہیں جن میں میان بیوی اور اللہ کے دیئے دو دو چار بچے بھی ہیں اور آمدنی بس پندرہ بیس رو پیہ ماہوار یا اس سے بھی کم! ظاہر ہے کہ بحالت موجودہ ایسے گھرانوں میں دن رات کے آٹھ پہروں میں ایک وقت کے لئے بھی پورا کھانا نہیں جڑ سکتا ہوگا۔ اللہ ہی جانتا ہے اور وہی جان سکتا ہے کہ ہمارے ہزاروں لاکھوں ایسے غریب بھائیوں کے دن رات آجکل کس طرح کٹتے ہوں گے بھوک سے نڈھال بیوی بچے کی آداس صورت دیکھ کر غیرت مند شوہروں پر کیا گزرتی ہوگی، پھر دن رات میں کئی کئی دفعہ محسوس بیچوں کا بلکنا دیکھ کر ماں باپ کے دلوں کا کاکا

معلوم ہوتا ہے۔

اس ناچیز کو تو یقین ہے کہ اس وقت اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے، اس کے قہر و غضب سے بچنے، آتش دوزخ سے رہائی اور داخلہ جنت کا استحقاق پیدا کرنے کا ایک بہترین ذریعہ اللہ کے حاجتمند اور نادار بندوں کی ہمدردی و غمخواری اور ان کی امداد و اعانت ہے۔ اس کار خیر کے لئے قرآن مجید اور احادیث نبوی کے ذخیرہ میں جو ہزار ہا ترغیبات وارد ہوئی ہیں، اپنے ناظرین کی ترغیب و تحریص کے لئے ان میں سے چند یہاں بھی درج کی جاتی ہیں۔ اللہ کرے کہ قارئین کرام کے دل ان آیات و احادیث سے متاثر ہوں اور اس باب میں اپنا فرض ادا کرنے کی توفیق ہم سب کو ملے۔ (الفرقان بریلی)

اپنے گزارہ سے کچھ بچا بھی سکتے ہیں۔

تو اس نازک وقت میں حسب حیثیت ان دونوں طبقوں کا خصوصی فرض ہے کہ ان کے عزیزوں و قریبوں ان کے پڑوسیوں اور ان کی بستی کے رہنے والوں میں جو بھی حاجتمند ان کے علم میں ہوں اور جن لوگوں کے متعلق بھی وہ یہ جانتے ہوں کہ ان کی آمدنی ان کے گزارہ کے لئے کافی نہیں ہو سکتی، جس طرح اور جتنی بن پڑے وہ ان کی مدد کریں اور ان کا کچھ بار اپنے ذمہ لیں۔

یوں تو ہر وقت اور ہر زمانہ کے صدقہ میں اللہ پاک کے یہاں بڑا اجر ہے لیکن بالخصوص ایسے سخت وقت میں تو اس کی قدر و قیمت اور بھی زیادہ بڑھ جاتی ہے جیسا کہ قرآن مجید کی آیت **أَوْ لَطْعَامٍ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْئَةٍ** سے

اطلاعات

مجلس مرکزیہ حزب الانصار کی کیفیت کارکردگی

بھی تسلیم القرآن پر مقرر ہو چکے ہیں۔ طلبہ مدرسہ کے لئے ایک مزید کمرہ بھی بنادینے کا وعدہ حاجی نور احمد صاحب تاجر ورٹیس وائبرٹن نے کیا ہے۔ امید ہے کہ موسم سرما سے پہلے ہی کمرہ تیار ہو جائیگا۔

تبلیغ احکام اسلام | مولانا احمد یار صاحب مبلغ حزب الانصار نے

ماہ جولائی میں کوٹ مومن۔ لیبائی۔ نواں کوٹ، نصیر پور کلاں۔ گھلا پور ہڈالی (ضلع شاہ پور) بستی قاضی (ضلع مظفر گڑھ) میانہ گوندل (ضلع گجرات) ٹیکسہ (ضلع راول پنڈی) کا تبلیغی دورہ فرمایا۔

حضرت امیر حزب الانصار نے برافقت مولانا درویش محمد صاحب احمد پوری موضع پچھارون۔ ہڈالی۔ مٹھ ٹوانہ

تعلیم الاسلام | دار الاسلام عزیزیہ بھیرہ کا سالانہ

استثنان ماہ شعبان کے دوسرے ہفتہ میں ہوگا۔
۱۷ جون ۱۹۴۳ء سے علماء دارالعلوم میں ایک قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ یعنی مولانا سید عبدالقدوس صاحب فاضل دیوبند و مولوی فاضل (پنجاب یونیورسٹی) ادب و دیگر فتن کی تدریس کا کام احسن طریقہ سے انجام دے رہے ہیں۔ مولانا سعید الرحمن صاحب صدر مدرس اور مولانا محمد خلیل صاحب فاضل دیوبند و مولانا بشیر احمد صاحب و دیگر مدرسین نے جس محنت و تہن وہی ہے کام کیا ہے۔ اس کی بنا پر دارالعلوم ترقی پذیر ہے۔ وارث کا مدرسہ عربیہ بھی جدید نظام کے تحت میں ترقی کر رہا ہے۔ مولانا خان محمد صاحب کے علاوہ ایک اور مدرس

تاکہ کافی سرمایہ فراہم ہونے پر اس رقم کا غلہ خرید کر
یا کسی اور ذریعہ سے حرمین شریفین میں رہنے والوں
کی امداد کی جاسکے۔ اعلیٰ حضرت تاجدار دکن خلد الملک کو
بھی اہل حجاز کی اعانت کی طرف توجہ دلائی گئی۔

دربار سیال شریف سے اس آواز کے بلند ہونے کا
خاطر خواہ اثر ظاہر ہوا ہے۔ محمدی ضلع جھنگ میں مولانا
محمد ذاکر صاحب ناظم دارالعلوم کی تحریک پر قریباً ڈیڑھ ہزار
روپیہ فراہم ہوا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر مقامات پر بھی اس
مبارک تحریک کے اثرات نمایاں ہو رہے ہیں۔

جو اصحاب اس سلسلہ میں کام کرنا چاہیں وہ حضرت قبلہ
سجادہ نشین صاحب استاذہ عالیہ سیال شریف ضلع شاہ پور
یا نواب محمد حیات صاحب قریشی رئیس اعظم - رادھن -
ڈاک خانہ خاص ضلع شاہ پور سے خط و کتابت کر سکتے ہیں
اور فراہم شدہ زراعت بھی ان ہر دو حضرات میں سے جس کے
نام ارسال کرنا چاہیں بھیج سکتے ہیں۔

ایک ضروری تصحیح

ہمیں جناب عبد القادر صاحب
مستوطن سنجولی ضلع شملہ نے
توجہ دلائی ہے کہ جریدہ شمس الاسلام بابت ماہ جولائی
کے صفحہ ۵ پر براہین احمدیہ کا جو حوالہ دیا گیا ہے وہ صحیح
نہیں ۳۲۸ صفحہ پر وہ عبارت موجود نہیں۔ اسلئے قارئین
کی خدمت میں التماس ہے وہ جریدہ شمس الاسلام ماہ جولائی
صفحہ ۵ کالم ۲ سطر ۱۰ پر مندرجہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۳۲۸
۳۲۹ کے بجائے صفحات ۳۶۵ و ۳۶۹ درج کریں۔ کتابت
کی غلطی سے ۳۶۸ کے بجائے ۳۲۸ درج ہو گیا ہے۔
اصل عبارت وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ (مدیر)

شمس الاسلام کی توسیع اشاعت کے لئے
کوشش کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

پنجہ (ضلع شاہ پور) لنگر پور (ضلع جہلم) سرگودہ -
کوٹ مومن - چک ۱۲۷ شمالی - چک ۱۹۱ شمالی -
ڈیرہ جڑا - چک ۱۳۷ جنوبی - (ضلع شاہ پور) کا دورہ
فرمایا۔ ہر جگہ تبلیغی جلسے منعقد ہوئے۔ اور دیہاتیوں کو
احکام اسلام سے آگاہ کیا۔ مساجد آباد ہوئیں اور لوگوں
میں دینی بیداری پیدا ہوئی۔

سرمایہ اعانت اہل حجاز

مورخہ یکم ۲۰ رجب
کوسیال شریف
میں حضرت اشرف الاولیا خواجہ محمد دین صاحب رحمۃ اللہ
علیہ کا عرس مبارک منعقد ہوا۔ مورخہ ۲ رجب کو مجلس
خانہ میں ہزار مآذام آستانہ کا اجتماع تھا جس میں
روسا - معززین - صوفیائے کرام و مشائخ کی کثیر تعداد
موجود تھی۔ حضرت سجادہ نشین صاحب مدظلہ العالی
کے ارشاد کی تعمیل میں امیر حزب الانصار نے دولہ انگیز
تقریر میں باشندگان حجاز اور باشندگان حرمین کی مفلوک
الحالی - غلہ کی گرانی - حج کی بندش پر اقتصاد کی تباہی کا
موثر انداز میں ذکر کیا۔ چنانچہ حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب نے
دو بھینسیں اور دو سو روپیہ نقد کے عطیہ کا اعلان کر کے
اعانت اہل حجاز کی امداد کا فنڈ کھولنے کا اعلان کیا۔
حاضرین نے اس میں دل کھول کر حصہ لیا۔ خان بہادر
نواب محمد حیات صاحب قریشی نے ایک ہزار روپیہ عطا
کیا۔ قریباً ساڑھے تین ہزار روپیہ نقد اور وعدوں کی صورت
میں فراہم ہوا۔ اور امیر حزب الانصار کی تحریک پر خان
نواب محمد حیات صاحب قریشی اس روپیہ کے امین
قرار پائے۔ اور حضرت قبلہ سجادہ نشین صاحب نے اس کی
صدارت و سرپرستی قبول فرمائی۔ اور جمع متوسلین
آستانہ سیال شریف و عامۃ المسلمین سے اپیل کی گئی کہ
وہ جس قدر امداد بھجوا سکیں بذریعہ بنی آدم خان بہادر
نواب محمد حیات صاحب قریشی رئیس اعظم - رادھن -
ڈاک خانہ خاص ضلع شاہ پور پنجاب کے نام ارسال کریں۔

مراسلات

جلسہ یوم خلیفہ رسول اللہ

شہر کی آٹھ جماعتوں کی نمائندگی اور جمعیت المسلمین کھڑے کی باڑی بمبئی کی سرپرستی میں مسلمانان بمبئی کا عظیم الشان جلسہ زیر صدارت جناب ڈاکٹر قاضی عبدالحمید صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔ سالار نیشنل گارڈز صوبہ بمبئی بتاریخ ۲۶ جون ۱۹۴۷ء شب کو بمقام امام باڑہ روڈ قریب ڈونگری جیل منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور جناب صدر کی افتتاحی تقریر کے بعد حضرت مولانا بدر عالم صاحب مدرس جامعہ اسلامیہ ڈابھیل (سورت) نے خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مقدسہ پر مخصوص انداز میں نہایت جامع و بلیغ تقریر فرمائی۔ حاضرین کامل توجہ اور اشتیاق کے ساتھ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل اور عظمت و بزرگی کے بیانات سے مستفیض ہوتے رہے۔ صدر جلسہ نے اقتصاد دی اور معاشی اخوت اور مساوات کے بہترین نمونے خلافت راشدہ سے پیش فرما کر انہی اُسوئے حسنہ کی تقلید و پیروی کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلائی۔ زان بعد بزم مشاعرہ زیر صدارت مولانا فجنڈی صاحب منعقد ہوئی اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح میں غیر طرہی کلام پڑھ کر سنائے گئے۔

”یوم خلیفہ رسول اللہ“ کا یہ دوسرا سالانہ عظیم الشان جلسہ شب کو تین بجے بخیر و خوبی ختم ہوا
(سرکاریان جمعیتہ المسلمین کھڑے کی باڑی، بمبئی نمبر ۹)

خاکساریت شکن لٹریچر

رسائل ذیل مسٹر عنایت اللہ مشرقی کے عقائد کفریہ، مقاصد مشنریہ اور اس کی تحریک خاکساری کو بے نقاب کرنے اور مسلمانوں کو فتنہ خاکساریت سے بچانے میں حیرت انگیز طور پر مفید ثابت ہو چکے ہیں۔ خاکساریت زدہ حلقوں میں ان رسائل کو بکثرت تقسیم کر کے حق کی قوت کا کرشمہ دیکھئے!

خاکساری فتنہ ۴۔ المشرقی علی المشرقی ۴۔ تبصرہ بر تذکرہ ۲۔ خیر جاری ۱۔ ضرب کاری ۱۔ مشرقی فتنہ ۱۔ عیسائیت کے دو پلودے ۲۔ خاکسار تحریک کیوں قابل قبول نہیں ۱۔ تمام رسائل کا خراج محصول خریدار کے ذمہ ہوگا۔ یکمشت ایک ایک سوسل کے خریدار کے ساتھ رعایت کی جائے گی۔
صلیٰ کا پتہ۔

پیر زادہ محمد بہاء الحق قاسمی۔ گلوالی دروازہ۔ امرتسر

باجام غلام حسین ایڈیٹر پرنٹر پبلشر منوہر الیکٹرک پریس سرگودھا میں چھپ کر دفتر شمس الاسلام بھیرہ سے شائع ہوا۔